اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ

الحمد للہ کہ درین زمان فرحت قران رسالۂ نافعہ و صحیفۂ ساطعہ مسمّٰی بہ

عقائد الشیعہ

مصنفۂ جناب خان بہادر سید خیرات احمد صاحب سکرٹری انجمن امامیہ گیا

حسب فرمایش

صاحبزادۂ عالی وقار فخر روزگار مشہور دیار و امصار مسٹر سید

سلطان احمد صاحب دام اقبالہ گورنمنٹ ایڈوکیٹ پٹنہ ہائیکورٹ

باہتمام احقر الزمن سید نور الحسن مالک مطبع

در مطبع نور المطابع لکھنؤ طبع گردید

بار اول تعداد طبع ۵۰۰

قیمت فی جلد ۴ر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ خیر المرسلین وعلیٰ آلہ الطیبین الطاہرین واصحابہ اجمعین اما بعد احقر العباد سید خیرات احمد عفی عنہ ساکن موضع علی نگر پالی ضلع گیا عرض کرتا ہے کہ اگر اِس عبد ذلیل کا ہر بُنِ مو زبان ہو تو بھی واللہ حق تعالےٰ جل شانہ کے انعامات بے غایات کا شکریہ ادا ہو نہین سکتا۔ طفولیت ہی سے جس چیز کی خواہش ہوئی حق تعالےٰ جل شانہ وعم نوالہ نے حوصلہ سے زیادہ عطا فرمائی بعد انفراغ امتحانات بی۔ اے و بی۔ اِل کے شہر گیا مین تینتیس برس تک نہایت فروغ کے ساتھ وکالت کی۔ اطفال سلمہم اللہ تعالےٰ جو خدا نے عطا کیے۔ اُنکی شادیان اپنے حوصلہ اور حیثیت سے زیادہ وقعت اور شان سے انجام کین۔ دو لڑکون کو ملکِ انگلستان مین اعلیٰ تعلیم

دلواکر بیرسٹر بنایا۔ خود "خان بہادر" کے خطاب سے سرفراز ہوا۔ عتبات عالیات یعنی کربلائے معلی و نجف اشرف و کاظمین و سامرہ مقدسہ کی زیارت سے مشرف ہوا۔ پانچ برس تک اس شہر گیا اور اپنے وطن موضع علی نگر پالی مین جناب عباسؑ غازی علمدار علیہ السلام کے علم محترم کے نکالنے مین معرکۂ عظیمہ کا مقابلہ کرنا ہوا اور اس معرکہ مین انواع اقسام کے مشکلات پیش آئے اور مختلف طور کے گرم و سرد زمانہ کا تجربہ ہوا۔ پھر اس شہر کے امام باڑہ مقدسہ کے لیے مرافعۂ عدالت کی نوبت آئی لیکن لاکھ لاکھ شکر حق تعالے جل شانہ حاکم حقیقی کا ہے کہ ہر معرکہ مین کامیاب ہوا اور سرخرو رہا۔ الحمد للہ رب العالمین۔

حق تعالے جل شانہ نے اس خاکسار کو ایک بڑی نعمت دولت اولاد عطا فرمائی ہے۔ پسر اکبر اس حقیر کا سید ہادی حسن سلمہ اللہ تعالے شہر گیا مین بیرسٹری کرتا ہے اور پسر اوسط سید سلطان احمد سلمہ اللہ اس خلاق عالم کے فضل و کرم سے پٹنہ ہائیکورٹ مین گورنمنٹ ایڈوکیٹ کے عہدہ پر سرفراز ہی اور اسوقت اس فرزند

ارجمند کی وجہ سے اِس فقیر کے خاندان کا نام ونشان سارے
ہندوستان مین روشن ہی سلمہ اللہ تعالےٰ۔
ظاہرا وجہ حق تعالےٰ جل شانہ کے اِن انعامات وعطیات کی
یہی معلوم ہوتی ہے کہ ابتدائے سِن شعور سے اسوقت تک بلکہ
انشاء اللہ تعالےٰ دم واپسین تک مین نے اپنے جمیع امور دینی
ودنیاوی کا دار مدار نہایت خلوص اور صدقِ دل سے اپنے
آقائے دوجہان مولائے کون ومکان جگربند جناب حضرت
رسول الثقلین حضرت امام حسین علیہما الصلوٰۃ والسلام پر رکھا ہے
جسوقت جس بات کے لیے دعا کی حق تعالےٰ نے بطفیل آقائے
مظلوم علیہ السلام کے قبول فرمائی اور فقیر کی دلی خواہش پوری کی
اسلیے اگر مین کہون کہ جناب میر انیس صاحب مرحوم اعلی اللہ
مقامہ نے اپنے سلام مین جو ایک قطعہ نظم فرمایا ہی وہ اس کمترین کے
حالات سے نہایت چسپان ہے تو غالباً غلط نہ ہوگا۔ قطعہ

یاحسین ابن علی فیاضِ عالم جانِ خلق
آپ نے کی ہر مصیبت مین دعا میرے لیے

آبرو و مال و فرزندانِ صالح عزّ و جاہ
کسکی خاطر یہ ہوا جو کچھ ہوا میرے لیے

اللھم صلّ علےٰ محمدؐ و آلِ محمدؐ

حق تعالےٰ جلّ شانہ کا شکر اسکا بھی بجا لاتا ہون کہ اُس خلّاقِ
عالم نے اِس عاصی کو اُس خاندان پاک مین پیدا کیا جسکا نور
بمصداق آیۂ "لولاک لما خلقت الافلاک" چار دانگ عالم مین
مثل آفتاب عالمتاب کے روشن ہے خدا کے فضل سے یہ خاکسار
جناب حضرت آقائے نامدار و جد عالی وقار حضرت امام موسے
ابن جعفر علیہما السّلام سے اکیسوین پشت مین ہے۔
اب جمیع نعمات دنیاوی سے فائز ہو کر اور وکالت ترک کر کے
گوشۂ عافیت مین زندگی بسر کرتا ہون اور دعا کرتا ہون کہ حقتعالےٰ
عاقبت بخیر فرمائے اور بروز محشر انھین بزرگواران حضراتِ اجداد
کرام علیہم السلام کے سایۂ عاطفت مین محشور فرمائے۔
چونکہ اِس خاندانِ پاک کا امتحان بموجب آیۂ کریمہ وَلَنَبْلُوَنَّکُمْ الیٰ اخرہٖ
بذریعۂ خوف اور بھوک اور نقصان جان و مال اور اولاد کے لیا

گیا ہے اور اِس امتحان مین ہمارا آقا۔ ہمارا بادشاہ شہید کربلا
علیہ التحیۃ والثنا ایسے اعلےٰ درجے پر فائز ہوا ہے جو کسی انبیا اولیا
کو نصیب نہوا اسلیے اس امتحان مین اُس آقاے دوجہان کے
غلامون کو تھوڑی شرکت ضرور ہے۔ شکر ہے کہ اِس نعمت صبر و
رضا کا بھی کچھ حصہ اِس فقیر کو مل گیا ہے۔ علاوہ دو اطفال
شیر خوار کے جو اپنے والدین کے بروز محشر ذریعۂ بخشش بننے
کے لیے ملکِ بقا کو سدھارے پہلے ایک دختر ناکتخدا کا
داغ اُٹھایا بعدہٗ فرزند اصغر سید باقر حسن مرحوم نے عین عالمِ
شباب مین مان باپ کو زندہ درگور چھوڑ کر خود راہِ جنت اختیار
کی تیسری محرم ۱۳۰۳ھ ہجری مین جناب حضرتِ قاسم بن حسن
علیہما السلام کا مرثیہ پڑھتے پڑھتے بر سر منبر مُنھ سے خون اُگلا بعدہٗ
شب عاشور اپنے آقا شاہزادہٗ جناب حضرت علی اکبر علیہ السلام
کی تاسّی مین سیرون خون اُگل کر کچھ حق ہمدردی ادا کیا۔ بعدہٗ
حین علالت جناب حضرت عبّاس غازی علم بردار علیہ السلام
کی زیارت سے عالم رویا مین مشرّف ہوا۔ آخر بتاریخ ۱۴ ماہ جمادی الثانی

سنہ ۱۳۱۳ ہجری بمقتضائے آیۂ کریمہ کُلُّ مَنْ عَلَیْهَا فَانٍ وَّیَبْقٰی وَجْہُ
رَبِّکَ ذُو الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ اِس دنیاے ناپائدار کو بمقام
کلکتہ چھوڑ کر اپنے آقا حضرات شاہزادگان علی اکبر و قاسم ابن حسن
علیہم السّلام کیخدمت مین پہونچا اور مٹیا برج کے امام باڑہ مین
اُسکے جسد پاک نے آرام کیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔
مین پھر خلاق عالم کا ہر بُنِ مو اور ہر رگ و ریشہ سے شکر ادا کرتا
ہون کہ اُس کریم کارساز کے فضل و کرم سے اِس میرے فرزند مرحوم
نے ایک نشانی چھوڑی ہے جو ہم لوگون کے قلبِ مجروح کا پھاہا
اور سارے خاندان کی آنکھون کا تارا ہے۔ اِس نوردیدہ و سرورِ
سینہ کا نام سیّد نجم الحسن ہے اور اِسکو میرے فرزند ارجمند سیّد
سُلطان احمد سلمہ اللہ تعالےٰ نے اپنی فرزندی مین لیا ہے اور چونکہ
اِس طفل کو زمانہ مہد سے سید سلطان احمد سلمہ سے کمال اُنس و
محبت ہی اِسلیے انھین کا فرزند مشہور ہے حق تعالےٰ اس نوردیدہ
کو صحیح و سالم رکھے اور صحت اور تندرستی کے ساتھ طول عمر عطا فرمائے
اب ماشاء اللہ اس نوردیدہ کا سِن نو برس کا ہے لیکن چونکہ قوّے

جسمانی اسکے قوی نہین ہین اسلیے جملہ احباب اطبّا و ڈاکٹرونکی
رائے ہے کہ اس عزیز کو گرمی کے موسم مین پہاڑ پر قیام کرنا چاہیے
چنانچہ اسی خیال سے مین ہر سال اپریل سے اکتوبر تک
بمقام دہرم پور جو مابین کالکا و شملہ کے واقع ہے اس نور چشم
کے ساتھ مقیم رہتا ہون۔ سال گذشتہ اس عزیز کے ساتھ
ایک عجب حیرت خیز معجزہ ہوا یعنی اربعین کے دوسرے دن
زنانہ مکان کے صحن مین کھیلتے کھیلتے ایک عمیق کنوئین مین
جسمین دو قد آدم کے برابر پانی بھرا تھا گر کر ڈوب گیا مگر قربان
افضال خلّاقِ عالم حافظ حقیقی جل شانہ کہ جسوقت یہ لڑکا پانی
مین ڈوب کر پھر اُبھرا اُسیوقت لوگ اوپر سے پہونچے اور اُنکا
ہاتھ اس بچّے کے شانے پر پڑا اور اُنھون نے اسکو صحیح و سالم
نکالا اور حق تعالے کی قدرت کاملہ سے اس بچّے کے جسم پر
نہ کہین ذرا سی خراش یا چوٹ لگی اور نہ ایک قطرہ پانی پیا
اللّٰہم صلِّ علےٰ محمدؐ و آل محمدؐ ○

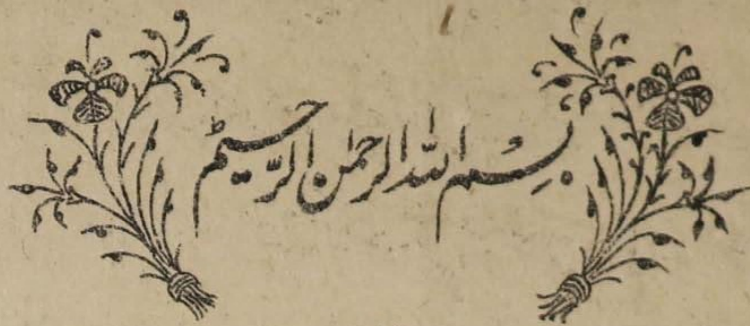
اے خدا قربانِ احسانت شوم — این چہ احسانست قربانت شوم

اب چونکہ یہ نور چشم سنِ تمیز کو پہونچا اِسلیے خیال ہوا کہ اب اِسکی
تعلیم شروع ہونی چاہیے لیکن جملہ ڈاکٹران اور اطبّا کی رائے ہی
کہ کوئی بات اِس لڑکے کے ساتھ ایسی نہ کیجائے جو اِسکے
قلبِ نازک پر گزند پہونچائے اِسلیے اِس بچّے کو میانجیون سے
پڑھوانا ظلم ہے - مین نے خیال کیا کہ مجھسے بڑھکر اِس بچّے کا
دردمند کون ہوسکتا ہے اِسلیے مین نے خود پڑھانا شروع کیا
حق تعالےٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اِس نور دیدہ کا ذہن اور حافظہ
دونون اچھے ہین چنانچہ کلمۂ پاک اور اصول دین و فروع دین جو
مین نے زبانی بتائے اُنکو اس نور چشم نے چار دن مین حفظ
کرلیا تب میرا خیال ہوا کہ اگر کوئی مختصر رسالہ ایسا لکھون کہ جسمین
ہمارے مذہب کے کُل عقاید مندرج ہون تو اِس نور چشم کو اور
بھی میرے دو نور چشمان یعنی برخوردار ہادی حسن سلمہ کے دو اطفال
ایک لڑکی اور ایک لڑکے کو جسکا نام سید رضا حیدر سلمہ ہے
نہایت مفید ہو - چنانچہ اِسی خیال سے مین نے بمقام دہرمپور
مذکور بماہ ستمبر ۱۹۱۷ء یہ رسالہ ایک ہفتہ مین لکھ ڈالا - بعدہ جب

سنہ ۱۳۳۶ ہجری کے اربعین بمقام بالی اور گیا پہونچا اور عزیزان واحباب کو سنایا تو سبھون نے کمال پسند کیا اور اصرار کیا کہ اس رسالہ کو ضرور چھپنا چاہیے تاکہ اطفال مومنین دیار و امصار کو نفع عام پہونچے اسلیے مین نے اِسکے چھپوانے کا اہتمام کیا اور بحمد اللہ کہ چھپ کر تیار ہو گیا۔

میرا مقصد اس رسالہ کی اشاعت سے یہ ہے کہ میرے اطفال خورد سال اپنے عقائد سے واقف ہو جائین کہ اُنکے مذہب کی حقیقت کیا ہی اور کیون یہ مذہب دیگر مذاہب سے بہتر اور اطہر ہے مجھے امید ہے کہ جب میرے اطفال کے دلون پر یہ سب عقائد نقش ہو جائینگے تو آیندہ چلکر اگر وہ کسی اسکول یا کالج مین تعلیم پائینگے یا بغرض تعلیم انگلستان بھی جائینگے تو بھی اُنکے اعتقادات کاملہ کی بنیاد اُنکے دلون پر مستحکم قائم رہیگی اور انشاء اللہ تعالی اُنکو راہِ راست سے تجاوز کرنے نہ دیگی۔ انّ اللہ علی کلّ شئی قدیر۔ واللہ ولی التوفیق۔

احقر العباد۔ سید خیرات احمد عفی عنہ
سکرٹری انجمن امامیہ گیا





کلمہ

ع لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللہِ عَلِیٌّ وَلِیُّ اللہِ وَصِیُّ
رَسُولِ اللہِ وَخَلِیفَتُہٗ بِلَافَصلٍ اَشھَدُ اَن لَّا اِلٰہَ
اِلَّا اللہُ وَحدَہٗ لَا شَرِیکَ لَہٗ وَاَشھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا
عَبدُہٗ وَرَسُولُہٗ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ

اصول دین

اصول دین کے پانچ ہین

پہلے توحید۔ دوسرے عدالت تیسرے نبوت چوتھے امامت پانچوین قیامت

ع معلم کو چاہیے کہ ان کلمات پاک کے کل اعرابون کو صحیح یاد کرائین میرا تجربہ ہی کہ ان کلمات پاک کے اعراب مین بڑے بڑے لوگ غلطی کرتے ہین۔

توحید[1] کے معنی یہ ہین کہ خدا ایک ہی - اُسکا کوئی شریک نہین ہے اُسکے نہ مان ہے نہ باپ ہی - وہ ہمیشہ سے ہی اور ہمیشہ رہیگا اُسنے سارے جہان کو پیدا کیا ہے - وہ سب باتون اور سارے جہان پر قادر ہے -

عدالت[2] کے معنی یہ ہین کہ خدا عادل ہے ظالم نہین ہے - جو شخص نیک کام کرے گا اُسکو بہشت مین بھیجے گا اور جو بد کام کرے گا اُسکو دوزخ کی آگ مین بھیجے گا -

نبوت[3] کے معنی یہ ہین کہ خدا ے تعالےٰ نے ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر بھیجے ہین وہ سب برحق ہین - سب سے آخر ہمارے پیغمبر حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھیجا ہے آپ نبی برحق ہین - آپ کے بعد نہ کوئی پیغمبر ہوا ہے نہ ہو گا اور آپ سب پیغمبرون سے افضل ہین اور آپکا حکم بجالانا ہم لوگون پر واجب ہی -

امامت[4] کے معنی یہ ہین کہ حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد آپ کے نائب اور جانشین بارہ[12] امام ہوئے -

وہ سب برحق اور معصوم ہین ان سب کا حکم بجالانا بھی ہم لوگون پر واجب ہی۔

پہلے[۱] امام حضرت "علی مرتضٰی" علیہ السلام

دوسرے[۲] امام حضرت "حسن" علیہ السلام

تیسرے[۳] امام حضرت "حسین" علیہ السلام

چوتھے[۴] امام حضرت "زین العابدین" علیہ السلام

پانچوین[۵] امام حضرت "محمد باقر" علیہ السلام

چھٹے[۶] امام حضرت "جعفر صادق" علیہ السلام

ساتوین[۷] امام حضرت "موسیٰ کاظم" علیہ السلام

آٹھوین[۸] امام حضرت "علی رضا" علیہ السلام

نوین[۹] امام حضرت "محمد تقی" علیہ السلام

دسوین[۱۰] امام حضرت "علی نقی" علیہ السلام

گیارہوین[۱۱] امام حضرت "حسن عسکری" علیہ السلام

بارہوین[۱۲] امام حضرت "مہدی آخر الزمان" علیہ السلام

حضرتِ امام مہدی علیہ السلام زندہ ہین لیکن خدا کے حکم سے

ہم لوگون کی نظرون سے پوشیدہ ہین اور قیامت کے قریب ظاہر ہونگے

۵ قیامت کے معنی یہ ہین کہ دنیا مین دو قیامت ہوگی - ایک چھوٹی قیامت اور ایک بڑی - چھوٹی قیامت مین پہلے دجّال نکلے گا اور بہت سے لوگون کو کافر بنائیگا تب حضرت امام مہدی علیہ السّلام ظاہر ہونگے اور دجّال کو قتل کرینگے اور خود امامت اور حکومت کرینگے -

بڑی قیامت مین اسرافیل (فرشتہ) صور پھونکین گے جس سے آسمان زمین - آفتاب - ماہتاب سب چیزین نیست و نابود ہوجائین گی - جب کچھ باقی نہ رہے گا اور صرف خدا کی ذات رہے گی تب پھر خدا کے حکم سے سب چیزین قائم ہوجائین گی اور جتنے مردے تھے وہ سب زندہ ہوجائین گے - پھر خداوند کریم سب سے اعمال و افعال کا حساب لے گا - جس شخص نے نیک کام کیا ہے اُسکو بہشت مین بھیجے گا اور جس شخص نے بد اور خراب کام کیا ہے اُسکو دوزخ کی دہکتی ہوئی آگ مین بھیجے گا -

فروع دین

فروع دین چھ۶ ہین
۱روزہ ۔ ۲نماز ۳خمس ۔ ۴زکوٰۃ ۔ ۵حج ۔ ۶جہاد ۔

روزہ

۱روزہ کا مطلب یہ ہے کہ جب رمضان کا چاند دکھا جائے تو اُسکے دوسرے دن سے ہر مسلمان مرد ۔ عورت پر روزہ رکھنا واجب ہی ۔ یعنی صبح کاذب سے شام تک دن بھر کوئی چیز نہ کھانا چاہیے نہ پینا چاہیے یہان تک کہ حقہ پینا یا پان چبانا بھی ناجائز ہے ۔ جب آفتاب غروب ہو جائے اور پورب کی سُرخی زائل ہو جائے تب روزہ افطار کرنا چاہیے ۔ رات کو صبح کاذب کے قبل تک کھانے پینے کا اختیار ہے ۔ اور بہتر ہی کہ ماہ رمضان مین ہر شخص نماز اور تلاوت قرآن مین بسر کرے ۔

نماز

ہر مسلمان کو پانچ وقت نماز پڑھنا واجب ہی اس طرح پر کہ

صبح کی دو رکعت۔ ظہر کی چار رکعت۔ عصر کی چار رکعت مغرب کی تین رکعت اور عشا کی چار رکعت۔

نماز پڑھنے کے پہلے وضو کرنا چاہیے اور اگر پانی نہ ملے یا وضو کرنے سے ضرر ہو تو تیمم کرنا چاہیے۔ وضو اور تیمم کا طریقہ سیکھ لینا چاہیے۔

نماز پڑھنے کے وقت آدمی کو چاہیے کہ قبلہ کی طرف (یعنی پچھم) منھ کر کے سیدھا کھڑا ہو بعدہٗ دل مین نیت کرے کہ نماز پڑھتا ہون مین صبح کی دو رکعت واجب قربۃً الی اللہ تعالےٰ بعدہٗ دونون ہاتھون کو کان تک پہونچائے اور باآواز بلند اللہ اکبر کہے بعد اسکے الحمد کا سورہ پڑھے پھر انّا انزلنا یا انّا اعطینا کا سورہ پڑھے بعدہٗ اللہ اکبر کہکر رکوع مین جائے اور تین مرتبہ سُبحانَ ربّیَ العظیمِ وبحمدہٖ کہہ کر پھر اُٹھ کھڑا ہو اور باآواز بلند کہے سَمِعَ اللّٰہُ لِمَن حَمِدَہٗ بعدہٗ اللہ اکبر باآواز بلند کہکر سجدے مین جائے اور باآواز بلند تین مرتبہ کہے سُبحانَ ربّیَ الاعلیٰ وبحمدہٖ پھر اُٹھ بیٹھے اور ایک مرتبہ استغفر اللہ

رَبِّیْ وَاَتُوْبُ اِلَیْہِ کہکر پھر سجدے مین جائے اور پھر تین
مرتبہ سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی وَبِحَمْدِہٖ کہکر اٹھ کھڑا ہو اور اُٹھنے
کے وقت کہے بِحَوْلِ اللّٰہِ وَقُوَّتِہٖ اَقُوْمُ وَاَقْعُدُ اور پھر سیدھا
کھڑا ہو جائے اور بسم اللہ پڑھ کر سورہ اَلْحَمْدُ پڑھے بعدہ بسم اللہ
کہکر سورہ قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ پڑھے پھر ہاتھ اُٹھا کر دونون
ہاتھون کو ملائے اور دعا کے لیے ہاتھ کھولے ہوئے قنوت پڑھے
اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلَنَا وَارْحَمْنَا وَعَافِنَا وَعْفُ عَنَّا فِی
الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ
پھر ہاتھ چھوڑ کر اللہ اکبر کہہ کر رکوع مین جائے اور بطور سابق
تین مرتبہ سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْمِ وَبِحَمْدِہٖ پڑھ کر سَمِعَ اللّٰہُ
لِمَنْ حَمِدَہٗ کہتا ہوا اُٹھ کھڑا ہو بعدہ اللہ اکبر کہکر سجدے مین
جائے اور بطور سابق تین مرتبہ سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی وَبِحَمْدِہٖ
پڑھ کر اللہ اکبر کہکے بیٹھے اور ایک مرتبہ اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ رَبِّیْ وَاَتُوْبُ اِلَیْہِ
کہے اور اللہ اکبر کہکر پھر سجدے مین جائے اور پھر تین مرتبہ
سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی وَبِحَمْدِہٖ کہکر اللہ اکبر کہتا ہوا اُٹھ بیٹھے

اور اس طرح تشہد پڑھے اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ
لَا شَرِیْكَ لَهٗ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ
وَ رَسُوْلُهٗ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِ مُحَمَّدٍ
پھر سلام پھیرے یعنے کہے اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّهَا النَّبِیُّ
وَ رَحْمَةُ اللّٰهِ وَ بَرَكَاتُهٗ اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَ عَلٰی عِبَادِ
اللّٰهِ الصَّالِحِیْنَ اَلسَّلَامُ عَلَیْكُمْ وَ رَحْمَةُ اللّٰهِ وَ بَرَكَاتُهٗ
اِسکے بعد تین مرتبہ آہستہ آہستہ زانو پر ہاتھ مارے کہ نماز ختم
ہوئی اِسکے بعد تسبیح پڑھے اور بعدہٗ سجدے مین جاکر چند بار
اَلْعَفْوُ اَلْعَفْوُ بعدہٗ تین مرتبہ یَا اَللّٰهُ یَا رَبَّاهُ یَا سَیِّدَاهُ
کہے اور چند بار شُكْرًا شُكْرًا کہکر کھڑا ہو اور حضرت امام حسین
علیہ السلام کی زیارت پڑھے اِسطرح کہ پہلے اُنگلی کو اٹھاکر روضۂ
مبارک کربلاے معلے کی سمت متوجہ ہو کر پڑھے۔

اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا اَبَا عَبْدِ اللّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا ابْنَ
رَسُوْلِ اللّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ وَ رَحْمَةُ اللّٰهِ وَ بَرَكَاتُهٗ اَلسَّلَامُ
عَلَیْكَ وَ عَلٰی جَدِّكَ وَ اَبِیْكَ وَ اُمِّكَ وَ اَخِیْكَ اَلسَّلَامُ

عَلَیکَ یَا اَیُّھَا العَبَّاسُ وَ الحُرُّ اَلسَّلَامُ عَلَیکُم یَا اَصحَابَ الحُسَینِ وَ رَحمَۃُ اللہِ وَبَرَکَاتُہٗ
یہ ترکیب نمازِ صبح یعنی دو رکعتی نماز کی بیان ہوئی اگر تین رکعتی
یعنی نماز مغرب پڑھنا ہو تو پہلے نیت کرے کہ نماز مغرب
پڑھتا ہون مین تین رکعت واجب قربۃً الی اللہ۔
بعد اسکے اللہ اکبر کہکر دو رکعت نماز ٹھیک اُسی طریقے سے
بعینہ بلا فرق پڑھ جائے جیسا کہ لکھا گیا۔ جب تشہد ختم کرلے
یعنی اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِ مُحَمَّدٍ پڑھ لے تو بِحَولِ
اللہِ وَ قُوَّتِہٖ اَقُومُ وَ اَقعُدُ کہتا ہوا اُٹھ کھڑا ہو بعدہٗ
اللہ اکبر کہہ کر آہستہ آہستہ دل مین سورہ اَلحَمدُ پڑھ جائے
بعدہٗ رکوع مین جاکر تین مرتبہ سُبحَانَ رَبِّیَ العَظِیمِ وَ بِحَمدِہٖ
پڑھ کر سَمِعَ اللہُ لِمَن حَمِدَہٗ کہتا ہوا کھڑا ہو پھر سجدے مین
جاکر تین مرتبہ سُبحَانَ رَبِّیَ الاَعلٰی وَ بِحَمدِہٖ کہکر اُٹھ بیٹھے
اور اَستَغفِرُ اللہَ رَبِّی وَ اَتُوبُ اِلَیہِ کہکر سجدے مین جائے
اور تین مرتبہ سُبحَانَ رَبِّیَ الاَعلٰی وَ بِحَمدِہٖ پڑھ کر اُٹھ بیٹھے
اِسکے بعد تشہد اور سلام پڑہکر جیسا کہ اوپر لکھا گیا نماز ختم کرے

کہ تین رکعت تمام ہوئی) اور اگر چار رکعتی نماز پڑھنا ہے یعنی ظہر
یا عصر یا عشا کی نماز پڑھنا چاہے تو جو نماز پڑھنا چاہتا ہو اُسی کا
نام لیکر نیت کرے اور بعدہ تین ۳ رکعت نماز جسطرح کہ ابھی بیان
ہوئی پڑھے صرف فرق یہ ہے کہ جب تیسری رکعت مین دوسرے
سجدے کے بعد سر اُٹھائے تو وہین سے بِحَوْلِ اللّٰہِ وَ
قُوَّتِہٖ اَقُوْمُ وَاَقْعُدُ کہتا ہوا اُٹھ کھڑا ہو اور سورۂ الحمد آہستہ
آہستہ پڑھ کر رکوع مین جائے اور پھر کھڑا ہو کر سجدے مین
جائے اور دونون سجدے بجا لاکر تشہد اور سلام پڑھکر نماز
ختم کرے اور رکوع اور دونون سجدون مین اور تشہد و سلام
مین وہی کلمات پڑھنا چاہییے جو اوپر نماز صبح کے بیان
مین لکھا گیا ہے۔

ہر نماز کے بعد تسبیح اِس طرح پڑھے کہ چونتیس ۳۴ مرتبہ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اور
تینتیس ۳۳ مرتبہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اور چونتیس ۳۴ مرتبہ سُبْحَانَ اللّٰہِ پڑھے
پھر سجدۂ شکر بجا لاکر حضرت امام حسین علیہ السّلام کی زیارت
پڑھے۔ یہ پانچ نمازین واجب ہین علاوہ اِنکے اور بھی نمازین

ہین جو تحفۃ العوام وغیرہ مین لکھی ہین۔

(خُمس)

خُمس کا مطلب یہ ہی کہ اگر کسی شخص کو مال دفینہ ملجائے یا سونا۔ چاندی کی قسم سے کوئی مال کان سے نکلے یا سمندر مین غوطہ لگانے سے کوئی چیز نکلے تو اُسکا پانچوان حصّہ سادات کو دینا چاہیے۔

(زکواۃ)

زکواۃ کا مطلب یہ ہی کہ اگر کسی کے پاس روپیہ یا اشرفی یا زیور گیارہ مہینہ تک بلا تغیر و تبدل ایک جگہ رکھا رہے تو بارہوان مہینہ شروع ہوتے ہی اُسکا چالیسوان حصّہ راہ خدا مین خرچ کرنا واجب ہی نصاب زکواۃ بڑی کتابون مین مرقوم ہین۔

(حج)

حج کا مطلب یہ ہی کہ ملک عرب مین مکہ معظمہ ایک شہر ہے

اُسمین ایک خانۂ کعبہ بنا ہوا ہے اُسکو بیت اللہ یعنی خدا کا گھر بھی کہتے ہین جس شخص کے پاس آمد و رفت کا خرچ کافی ہو اور اپنے اہل و عیال کو اسقدر خرچ دیجائے کہ اُسکے واپس آنے تک اُنکے خرچ کو کافی ہو تو ذی الحجہ کی آٹھوین تاریخ مکۂ معظمہ پہونچکر خانۂ کعبہ کا طواف اور دیگر اعمال حج بجالانا واجب ہے۔ اعمال حج کے رسالہ مکۂ معظمہ مین چھپے ہوئے ملتے ہین۔ بعد اسکے ہر مسلمان کو چاہیئے کہ مدینۂ منورہ جائے اور وہان جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے روضۂ پاک کی زیارت کرے اور وہین بقیعۂ شریف مین جناب حضرت فاطمہ زہرا علیہا السلام اور حضرت امام حسن علیہ السلام اور حضرت امام زین العابدین علیہ السلام اور حضرت امام محمد باقر علیہ السلام اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے روضۂ پاک کی زیارت کرے۔

اور ہم سادات کو یہ بھی ضرور ہے کہ جب حق تعالےٰ مقدرت کافی عطا کرے تو ملکِ عراق عرب جاکر شہر کاظمین مین حضرت امام موسیٰ ابن جعفر علیہما السلام اور حضرت امام محمد تقی علیہ السلام کے

روضۂ پاک کی زیارت کرین اور بعدہٗ کربلاے معلیٰ جاکر جناب حضرت
امام حسین علیہ السلام اور حضرت عباس غازی علمبردار علیہ السلام
وغیرہ کے روضۂ اقدس کی زیارت کرین اور وہان سے نجف
اشرف جاکر جناب حضرت علی مرتضیٰ مشکلکشا علیہ السلام کے
روضۂ پاک کی زیارت کرین اور پھر کربلا اور کاظمین واپس آکر
سامرہ چلے جائین اور وہان حضرت امام علی نقی علیہ السلام اور
حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کے روضۂ اقدس کی زیارت
کرین اور اُس غار کی زیارت کرین جہان سے حضرت امام
مہدی آخر الزمان علیہ السلام غائب ہوئے ہین کہ اِن سب
مقامات کی زیارت سے دونون جہان مین نفع اور ثواب ملتا
ہے اور اگر حق تعالےٰ کسی کو مقدرت کافی عطا کرے تو خُراسان
جاکر جناب حضرت امام علی رضا علیہ السلام کے روضۂ اقدس
کی زیارت کرنا بھی باعث ثواب دارین ہے۔ حق تعالے
ہر مومن کو یہ نعمت اور دولت اپنے فضل و کرم سے
عطا فرمائے۔

جہاد

جہاد کا مطلب یہ ہے کہ جب حضرت امام مہدی آخر الزمان علیہ السلام ظاہر ہون تو اُنکا ساتھ دینا ہر مسلمان پر واجب ہوگا اور اُنکے حکم سے یا اُنکے ساتھ ہو کر کافرون سے لڑنا ہر مسلم کا فرض ہوگا۔ حق تعالےٰ جلد وہ دن دکھائے کہ امام علیہ السلام ظاہر ہون اور ہم لوگ اُنکا ساتھ دین۔

حضرات پنجتن پاک علیہم السّلام

پہلے سب کے سردار جناب حضرت محمّد مصطفٰے صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہین اُنکے بعد اُنکی دختر نیک اختر جناب حضرت فاطمہ زہرا علیہا السلام ہین۔ حضرت فاطمہ زہرا کی شادی جناب حضرت علی مرتضیٰ علیہ السّلام سے ہوئی جنکے دو فرزند ارجمند حضرت امام حسن علیہ السّلام اور حضرت امام حسین علیہ السّلام ہوئے یہ پانچون بزرگوار پنجتن پاک کہلاتے ہین اور ہم لوگون کے

دُنیا اور دین کے یہی بزرگوار رہبر اور پیشوا ہین اور ہم لوگ ہر وقت دل و جان سے اِنھین کا دم بھرتے ہین۔

حضرات چہاردہ معصومین علیہم السّلام

جناب حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ و آلہ اور حضرت فاطمہ زہرا علیہا الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ بارہ امامون کو ملانے سے چودہ معصوم ہوتے ہین اور اِنھین کو حضرات چہاردہ معصومین کہتے ہین۔ اِنھین گیارہ امامون مین سے کسی امام کی اولاد ہو سیّد کہلاتی ہے کیونکہ امام حسن علیہ السلام سے لیکر امام مہدی آخر الزمان علیہ السلام تک سب امام حضرت فاطمہ زہرا علیہا السّلام کی اولاد مین ہین اور سیادت جناب حضرت فاطمہ زہرا علیہا السلام سے جو حضرت رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیٹی ہین شروع ہوئی ہے شکر ہے کہ ہم لوگ سادات موضع علی نگر یا پالی جناب حضرت امام موسےٰ کاظم علیہ السلام کی اولاد سے ہین حق تعالےٰ اِس خطّے کے جمیع

مومنین و مومنات کو اپنے اجداد حضرات ائمہ معصومین صلوٰۃ اللہ علیہم اجمعین کے ساتھ محشور فرماکر داخلِ بہشت برین فرمائے۔

(قرآن مجید)

جب حق تعالےٰ نے جناب حضرت محمد مصطفٰے صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کو اپنی رسالت ظاہر کرنے اور لوگون کو مذہب اسلام تعلیم کرنے کا حکم دیا تو حضرت رسولؐ پر قرآن مجید نازل کرنا شروع کیا۔ ابتدا مین مکہ والون نے آپ سے سخت مخالفت کی تب آپ نے مکہ سے ہجرت فرماکر مدینہ مین سکونت اختیار کی۔ یہان بھی قرآن مجید کے سورے آپ پر بذریعۂ حضرت جبرئیل کے نازل ہوتے رہے جسکو اکٹھا کرنے سے تیس پارے جمع ہوئے جو آجتک موجود ہین۔ اِس قرآن پاک کی کُل آیتین حق تعالےٰ کی بھیجی ہوئی ہین اور ہر ایک آیت پر ایمان لانا ہر مسلمان کا فرض ہے۔

مسلمانون کو روز قیامت کا اور اِس بات کا کہ بعد مرنے کے

منکر و نکیر قبر مین عقاید کے نسبت سوال کرین گے اعتقاد رکھنا فرض ہے اور خوب یقین کرنا چاہیے کہ ایک روز ایسا ضرور آئے گا کہ حق تعالے ہر شخص سے اُسکے اعمال و افعال کی نسبت حساب لے گا اور جو دنیا مین جیسا کرے گا اُسکی جزا یا سزا عاقبت مین ضرور پائے گا۔ اِسلیے ہر شخص کو چاہیے کہ جبتک زندہ رہے نیک کام کرتا رہے نہ کسی کو ستائے اور نہ کسی کا مال غصب کرے بلکہ احکام شرع کا پابند رہے یعنی جس بات کا حکم شرع مین ہے اسکو بجالائے اور جس کی ممانعت ہے اُسکو نہ کرے۔

(خلافت)

چونکہ میرا مقصد اس رسالہ مین فقط عقائد مذہب شیعہ کا بیان کرنا ہی اسلیے مین نے مسئلہ خلافت کے مجرد واقعات کو لکھ دیا ہی اگر کسی صاحب کا دل چاہے کہ دلائل و براہین معقولی و منقولی سے اپنے اعتقاد کو اس مسئلہ مین اور مستحکم کرین تو وہ میری کتاب نور ایمان طبع ششم کو ملاحظہ فرما کر اپنے اعتقاد کو مستحکم کر لین۔

جب زمانہ حضرت رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کا آخر

پہونچا تو حضرت مکۂ معظمہ سے حج آخری ادا کرکے مدینۂ منورہ
روانہ ہوئے جب قریب مدینہ کے پہونچے تو ایک مقام پر
جسکو غدیر خم کہتے ہین حضرت جبرئیل علیہ السلام حق تعالیٰ کا
حکم لائے کہ "اے رسول جو چیز حق تعالےٰ نے تمپر نازل کی ہے
اُسکو پہونچا دو۔ اگر ایسا نہ کروگے تو گویا تمنے رسالت ہی نہین
کی۔ تمکو لوگون سے خوف نہ کرنا چاہیئے اللہ تعالےٰ تمہارا نگہبان
رہیگا" یہ آیت سورۂ مائدہ پارۂ ششم مین موجود ہے مطلب
اس حکم خدا کا یہ تھا کہ حضرت علیؑ کو اپنا خلیفہ اور جانشین بناؤ۔
چنانچہ بمجرد نازل ہونے اس آیت کے حضرت رسولِ مقبول
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سارے قافلہ کو جسکی تعداد ستر ہزار
تھی جمع کیا جب سارا قافلہ جمع ہوگیا تو حضرتؐ منبر پر گئے اور
فرمایا "اے گروہ مسلمانون کے تُم آگاہ ہو کہ جسکا مین مولا ہون
اُسکا علی مولا ہے خدا دوست رکھے اُسکو جو دوست رکھے اسے
اور مددگاری کرے اُسکی جو مددگاری کرے اسکی اور دشمن جانے
اُسکو جو اس سے دشمنی کرے"

اِسکے بعد آپ منبر سے اُتر آئے اور سارے قافلے والون نے نہایت جوش سے حضرت علی علیہ السلام کو مبارکباد دی چنانچہ شیخ عمر نے بھی کہا بخ بخ لک یا علیؑ انت مولائی و مولی المومنین یعنی مبارک ہو تمکو اے علی کہ تم میرے اور جمیع مومنین کے مولے ہوئے۔

اِس کارروائی کے بعد جناب رسول مقبول صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم مدینۂ منورہ تشریف لائے اور علیل ہوئے۔

غدیر کی کارروائی شیخ ابوبکر و شیخ عمر و شیخ عثمان کو مطلق پسند نہ ہوئی اور اگرچہ شیخ عمر نے زبانی حضرت علی علیہ السلام کو مبارکباد دی مگر دل مین اِسکا داغ لیے رہے یہان تک کہ جناب حضرت رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انتقال فرمایا تو جناب امیر یعنی حضرت علی علیہ السلام حضرت رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تجہیز و تکفین مین مشغول ہوگئے اور یہ لوگ موقع پاکر ایک مقام مین جسکو سقیفہ کہتے ہین پہونچے۔ وہان کچھ لوگ خلیفہ مقرر کرنے کو موجود تھے اِن سبھون نے جلدی کی اور شیخ عمر نے

شیخ ابو بکر کے ہاتھ پر بیعت کرلی پھر انکے دیکھا دیکھی اور حاضرین نے بھی بیعت کرلی اور بیچارے حضرت علی علیہ السلام جنکو جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بمقام غدیر اپنا خلیفہ بحکم خدا مقرر کیا تھا محروم رہ گئے۔

جب حضرت علی مرتضےٰ جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تجہیز وتکفین سے فراغت پاکر باہر آئے تو دیکھا کہ واہ وا زمانہ کا رنگ ہی پھرا ہوا ہے۔ شیخ عمر نے شیخ ابو بکر کو خلیفہ بنا دیا ہے اسپر آپنے لوگون سے بہت کچھ کہا کہ یہ کیا تم لوگون نے غضب کیا خلافت ہمارا حق تھا دوسرے کو تم لوگون نے کیونکر خلیفہ بنالیا۔؟ سب نے کہا کہ آپ کیون غافل ہو گئے کیون سقیفہ مین نہ آئے؟۔ آپنے فرمایا کہ کیا تم لوگ چاہتے ہو کہ مین رسول اللہ کی نعش مبارک کو بے غسل وکفن چھوڑ دیتا؟ اسپر سبھون نے کہا کہ ابتو جو ہونا تھا ہو چکا اب ہملوگ کیا کر سکتے ہین تب حضرت علی علیہ السلام مایوس ہو کر صبر کر کے خانہ نشین ہو گئے۔

مختصر یہ کہ شیخ ابو بکر کو شیخ عمر نے اس دھوکہ دھڑی سے خلیفہ

بنایا اور حضرت علی علیہ السلام کو محروم رکھا ایسی خلافت کو تو ایک بچّہ بھی جائز نہین سمجھ سکتا۔ اِسلیے ہم شیعہ لوگ اِس خلافت کو مطلق نہین مانتے لیکن سُنّت جماعت لوگ ایسی خلافت کو مانتے ہین اور اسپر اپنے مذہب کا دارمدار سمجھتے ہین اور یہی فرق درمیان شیعہ اور سُنّی مذہب کے ہے۔

احراقِ خانۂ جناب فاطمہ زہرا علیہا السّلام

بعد خلیفہ ہونے شیخ ابوبکر کے شیخ عمر نے اُنسے کہا کہ جب تک علی مرتضیٰ (علیہ السلام) آپ کی بیعت نہ کرینگے تب تک آپکی خلافت مستحکم نہ ہوگی۔ خلیفہ ابوبکر نے حکم دیا کہ اُنکو زبردستی گرفتار کرکے حاضر کرو۔ چنانچہ شیخ عمر تھوڑی فوج اور آگ اور لکڑیان لیکر حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام کے گھر پر آئے اور للکار کر کہا کہ گھر سے نکلو ورنہ آگ لگا دینگے۔ حضرت فاطمہ زہرا علیہا السلام دروازے کے پاس آئین اور رو رو کر کہنے لگین کہ اے خطّاب کے بیٹے ہمنے تمہارا کیا قصور کیا ہے کہ تمنے ہمارے گھر پر

چڑھائی کی ہے۔ ابّا جان علیہ الصلوٰۃ والسّلام کی حیات تک تو
تم اپنے کو ہمارا دوست ظاہر کرتے تھے۔ شیخ عمر نے آپکی فریاد
وزاری مطلق نہ سُنی اور غصّہ مین آکر دروازے پر اک لات
ماری کہ اُسکا ایک پٹ حضرت معصومہ کے بدن پر گرا جس سے
آپکو ضرر شدید پہونچا اور بڑی ایذا ہوئی تب جناب امیر علیہ السلام
باہر نکل آئے۔ لوگون نے محاصرہ کر کے حضرت کو خلیفہ ابو بکر
کے پاس حاضر کیا۔ شیخ عمر نے کہا کہ یا علی جسطرح سبھون نے شیخ
ابو بکر کے ہاتھ پر بعیت کی ہے تم بھی بعیت کرو۔ حضرت علیؑ نے
کہا کہ اگر مین بعیت نہ کرون تو کیا ہو؟ شیخ عمر نے کہا کہ تمہارا سر
کاٹا جائے گا۔ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا کہ مین کیونکر بعیت
کرون مین تو تم سبھون سے خلافت کا زیادہ مستحق ہون۔ مین
افضل قریش ہون اور مجھسے قریب تر جناب رسول مقبول
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کوئی نہین ہے۔ ہمارے گھر مین قرآن
نازل ہوا اور ہم جناب رسول مقبول کی خدمت سے کبھی جدا
نہ ہوئے۔ اِس بات کو سُنکر کچھ غور کرنے کے بعد شیخ ابو بکر نے

کہاکہ جبتک فاطمہ زندہ ہین مین اِنکے ساتھ کوئی دوسری کاروائی نہین کرسکتا انکو چھوڑدو۔ چنانچہ حضرت علی علیہ السلام اپنے گھر واپس تشریف لائے اور خانہ نشین ہوکر قرآن شریف جمع کرنے مین مصروف ہوگئے۔ چھ مہینے کے بعد جناب حضرت فاطمہ زہرا علیہا السلام اُسی ضرر اور صدمہ سے جو آپ کو بوجہ کیواڑ گرنے کے پہونچا تھا انتقال کرگئین۔

اب قابل غور ہے کہ جو لوگ ہمارے آقا حضرت علی السلام اور ہماری جدّہ ماجدہ حضرت فاطمہ زہرا علیہا السلام کے ساتھ ایسی سخت کارروائی کرین اور ایذادین اُنکی تعظیم ہملوگ کیونکر کرسکتے ہین؟

شیخ ابوبکر دو برس خلافت کرکے اور شیخ عمر کو اپنا جانشین نامزد کرکے انتقال کرگئے۔

شیخ عمر نے دس برس تک بڑی جابرانہ سلطنت کی مگر حضرت علی اور اولاد جناب فاطمہ زہرا علیہا السلام سے ہمیشہ خائف رہے اسلیے اِنکا کبھی زور چلنے نہ دیا بلکہ بخیال آئندہ

معاویہ کو جو اس خاندان کا موروثی دشمن تھا ملک شام کا حاکم مقرر کردیا۔ بعدہ ابو لولو کے ہاتھ سے زخم کاری کھا کر بتاریخ ۹ ربیع الاول شیخ عمر انتقال کر گئے تب لوگون نے شیخ عثمان کو خلیفہ مقرر کیا۔

خلیفہ عثمان ایک ضعیف العقل ضعیف الجسم آدمی تھے۔ انکی خلافت مین اسلام کے سب اصُول درہم برہم ہو گئے اور معاویہ کو جو آپ کے رشتے مین بھائی تھے بڑی طاقت ملی اور وہ سارے ملک شام کا بادشاہ ہو گیا۔ آخر خلیفہ عثمان کو محمد ابن ابو بکر نے قتل کر دیا تب لوگون نے حضرت علی علیہ السلام سے کہا کہ آپ خلافت قبول کیجئے۔ آپنے انکار کیا کہ اب اسلام کی حالت تباہ ہے مین خلیفہ ہو کر کیا کرون گا۔ لیکن لوگون نے نہ مانا اور بہت آرزو و منّت کر کے آپ کی خلافت قبول کر کے آپکے ہاتھ پر بیعت کی۔

جب معاویہ کو یہ خبر ہوئی کہ حضرت علی علیہ السلام خلیفہ ہو گئے تو اُسکے کان کھڑے ہوئے اُسنے فوراً بحیلہ انتقام خون عثمان

حضرت علی علیہ السلام پر لشکر کشی شروع کر دی چنانچہ بمقام صفین ستر لڑائیان ہوئین۔ جب معاویہ ہر طرح سے زچ ہوا تو اُسنے یہ فریب کیا کہ قرآن مجید کو نیزے پر باندہ کر بلند کیا تاکہ فوج اسلام حملہ نہ کرے چنانچہ یہ فقرہ اُسکا چل گیا اور مسلمان سپاہی حملہ کرنے سے رُک گئے۔ آخر یہ معاملہ ابو موسےٰ اشعری اور عمر ابن عاص کی پنچایتی پر چھوڑا گیا۔ عمر ابن عاص معاویہ کا وزیر تھا اور بڑا چالاک شخص تھا اور ابو موسیٰ اشعری ایک بے عقل آدمی تھے اُنکو اپنے فقرے مین لاکر اُن سے یہ کہلوا دیا کہ حضرت علی اور معاویہ دونون ناحق پر ہین بعدہٗ خود آکر بولا کہ علی کے بارے مین ہمکو موسیٰ سے اتفاق ہے اور معاویہ کے بارے مین اختلاف ہی۔ مین معاویہ کو برسر حق جانتا ہون۔ غرض اِس ترکیب سے یہ معاملہ بالکل درہم و برہم ہو گیا اور طرفین اپنے اپنے مقام کو واپس گئے۔

بتاریخ نوزدہم شہر رمضان المبارک ابن ملجم ملعون نے آقاے دوجہان حضرت علی علیہ السلام کو مسجد کوفہ و عین سجدۂ معبود

مین کاری ضربت لگائی جسکے زہر سے بتاریخ ۲۱ر رمضان آپکا وصال ہوا۔ اِنّا للّٰہ و انّا الیہ راجعون ۔

آپکا روضۂ مبارک نجف اشرف مین بنا ہوا ہے یہ عمارت نہایت عالیشان ہے اور گنبد طلائی آٹھ دس کوس سے معلوم ہوتا ہے۔

اب کیا تھا بانی اسلام جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم خلد برین کو تشریف لیجا چکے ایک مضبوط رکن اسلام کا یعنی جناب حیدر کرار علیہ السلام دنیا سے رحلت فرما گئے پھر تو معاویہ (موروثی دشمن اہلبیت) کو جسکا باپ ابوسفیان ہ تون جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے لڑتا رہا اور جو خود جناب امیر علیہ السلام سے جنگ و جدال کرتا رہا پوری قوت حاصل ہوگئی اور جناب امام حسن علیہ السلام جو اپنے والد بزرگوار کی جگہ پر برائے نام خلیفہ اور جانشین ہوئے باعتبار دنیا اُس سے مقابلہ نہ کرسکے اِسلیے طرفین مین صلح ہوگئی جسکی رو سے معاویہ سارے عرب و عراق کا مالک ہوگیا اور خلیفہ

عمر جس بیج کو بو گئے تھے وہ بڑا بھاری تناور درخت ہوگیا اور
آل رسول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم گوشۂ تنہائی مین بسر کرنے
لگے اور دمشق یعنی پایۂ تخت ملکِ شام مین حضرت علی علیہ السلام
پر مسجدون مین علانیہ تبرّا ہونے لگا۔ اسپر بھی معاویہ کا دل
ٹھنڈا نہ ہوا پانچ مرتبہ حضرت امام حسن علیہ السلام کو زہر دلوا دیا
آخر چھٹی مرتبہ زہر ہلاہل کارگر ہوگیا اور سارے جسم مین زہر کا
اثر پھیل گیا۔ رنگِ مبارک سبز ہوگیا۔ اپنے بھائی امام حسین
علیہ السلام کو بُلوایا اور اسرار امامت ودیعت کر کے فرمایا کہ میرا
اب کوچ ہے مین اپنے فرزندون کو تمہارے سپرد کرتا ہون
اور تمکو خدا کے سپرد کرتا ہون۔ یہ کہکر ایک تعویذ لکھ کر حضرتِ
قاسم اپنے فرزند کو دیا اور فرمایا کہ جب تمپر نہایت سخت وقت
آئے تو اسکو کھول کر پڑہنا اور اسپر عمل کرنا اور جناب امام حسین
علیہ السلام سے فرمایا کہ مین نے اِنکو تمہاری فرزندی مین دیا
اور تمہاری فلان دختر سے اسکو منسوب کیے جاتے ہین یہ فرماکر
کلمۂ شہادت پڑھا اور اپنے پدر بزرگوار اور جدّ نامدار علیہم الصلوٰۃ

واالسلام سے جا ملے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون ؁

معرکۂ کربلا

چونکہ میرا مقصد اس معرکہ کے بیان سے اس کتاب مین صرف یہہ
کہ میرے اطفال سلمہم اللہ تعالےٰ واقف ہوجائین کہ جن بزرگوارون
کی عزاداری جمیع بلاد اسلام مین اس شوکت و عظمت سے ہوتی ہے
وہ کیسے تھے اور ہم لوگون کے لیے کیا کر گئے اسلیے مین نے اس معرکہ
کے مجرّد واقعات کو بیان کر دیا ہے۔ اگر کسی صاحب کو مراسم عزاداری کے
جواز یا ناجواز پر رائے قائم کرنی ہو تو وہ میری کتاب نور ایمان
طبع ششم بحث اعمال محرم کو ملاحظہ فرمائین۔

سچ ہے کہ دنیا کسکی نہ ہوئی ہے نہ ہوگی اس دنیا کے لیے معاویہ نے
کیا کچھ نہ کیا مگر آخر دنیا نے اسکو بدر ہی کر دیا یعنی ۶۰ سنہ ہجری مین
معاویہ مر گیا اور جو جگہ اُسکے لیے ازل سے مقرر تھی وہان پہنچ گیا
اور اُسکا بیٹا یزید تخت سلطنت پر بیٹھا۔
یزید نہایت فاسق۔ فاجر۔ ظالم۔ سنگدل۔ بدکار شخص تھا۔ تخت پر
بیٹھتے ہی اصول اسلام کو بالکل درہم برہم کر دیا۔ شرع سے جو

بات حرام تھی اُسکو حلال کر دیا اور حلال کو حرام کر دیا۔ دن رات
شراب خواری۔ قمار بازی اور ہر طرح کی بدکاریون مین بسر
کرنے لگا اور سارے ملک مین اپنا سکّہ و خطبہ جاری کر دیا اور
حاکم مدینہ کو لکھا کہ حضرت امام حسین علیہ السلام سے میری
بعیت لو اور اگر میری بعیت نہ کرین تو اُنکا سر کاٹ کر بھیجدو
جب حاکم مدینہ نے یہ فرمان یزید کا حضرت امام حسین علیہ السلام
کو دکھایا تو حضرت نے آہِ سرد بھر کر اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیہِ رَاجِعُون فرمایا
اور کہا کہ مین یزید کی بعیت نہ کرونگا۔ یہ کہکر اپنے گھر کو واپس آئے
اور خیال فرمایا کہ اب مدینہ مین رہنے سے سارے خاندان کے
تلف ہونے کا خوف ہی جسوقت یزید کو میرے انکار کی خبر
ہوگی تو وہ سارے خاندان کو پامال کر دے گا اسلیے آپ اپنے
اہل وعیال کو ساتھ لیکر مکۂ معظمہ روانہ ہوئے۔ اُسوقت ہمراہیون
مین آپکے ساتھ آپکے سوتیلے بھائی جناب حضرت عبّاس
علیہ السلام اور اُنکے برادران اور فرزندون مین جناب حضرت امام
زین العابدین علیہ السلام اور شاہزادہ حضرت علی اکبر علیہ السلام

اور طفل شیر خوار حضرت علی اصغر علیہ السلام اور بھتیجون مین حضرت
قاسم اور حضرت عبداللہ ابن حسن علیہم السلام اور بھانجون مین پسران
حضرت زینب سلام اللہ علیہا ساتھ ہوئے اور مخدرات حرم محترم سے
بہنون مین جناب حضرت زینب و اُمّ کلثوم علیہما السلام اور بیبیون
مین جناب اُمّ لیلےٰ و رباب علیہما السلام اور صاحبزادیون مین
جناب فاطمہ کبرےٰ اور حضرت سکینہ علیہما السلام ساتھ ہوئین اور
چونکہ جناب فاطمہ صغرا علیہا السلام حضرت کی ایک صاحبزادی
علیل تھین اسلیے اُنکو ساتھ نہ لیا اور حضرت اُمّ سلمہ کے ساتھ
چھوڑکر آپ مکہ معظمہ روانہ ہوگئے چلتے وقت حضرت فاطمہ صغرا
علیہا السلام نے ساتھ چلنے کے لیے بہت اصرار کیا مگر حضرت نے
کسی مصلحت سے اُس معصومہ کو ساتھ نہ لیا۔ اس اثنا مین کوفیون
نے آپکے پاس خطوط بھیجے کہ آپ ہمارے ملک مین چلے آئیے
تو ہملوگ آپکی اطاعت کے لیے تیار ہین مگر چونکہ کوفی بیوفا ہوتے
ہین اسلیے آپنے پہلے اپنے چچازاد بھائی مسلم ابن عقیل کو کوفہ بھیجا
اور خود مکہ معظمہ روانہ ہوئے لیکن جب یزید کو آپکے مکہ جانے

اور مسلم ابن عقیل کے کوفہ جانے کی خبر ملی تو اُسنے شام سے فوج بھیجی کہ حاجیون کے بھیس مین امام حسین علیہ السلام کو عین خانۂ کعبہ مین قتل کرین اور کوفہ مین عبید اللہ ابن زیاد کو جو بڑا ظالم شقی اور خونخوار شخص تھا گورنر بناکر بھیجا اُسنے حضرت مسلم علیہ السلام کو گرفتار کر کے نہایت بے رحمی سے قتل کیا اور اُنکے دو معصوم بچّون کو قید کیا اور جب زندان بان نے ان معصوم بچّون پر ترس کھاکر اُنکو رہا کردیا تو دونون معصوم غریب الوطن بچّے گرتے پڑتے شہر مُسیّب پہونچے اور حارث ملعون کی زوجہ نے ان بچّون کو اپنے مکان مین جگہ دی۔ جب حارث ملعون کو یہ معلوم ہوا کہ یہ دونون بچّے فرزندان مسلم ابن عقیل ہین تو وہ لعین دونون بچّون کو کشان کشان دریاے فرات پر لایا اور وہان دونون معصومون کو نہایت ہی سنگدلی سے قتل کرڈالا اور لاشے اُنکے دریاے فرات مین پھینکدیے جنکو آخر کسی شخص نے نکالا اور دفن کیا۔ دونون معصومون کے روضہ شہر مسیّب مین موجود ہین اور اُنکی زیارت کے وقت صدمۂ عظیم ہوتا ہے۔ کوفہ مین جناب مسلم علیہ السلام کا روضہ بھی بنا ہوا ہی

جہان مومنین زیارت کرتے ہین۔
المختصر کوفہ کی یہ حالت ہوئی اور مکہ مین جب حضرت امام حسین علیہ السلام کو یہ خبر معلوم ہوئی کہ یزید نے میرے قتل کے لیے حاجیون کے بھیس مین فوج بھیجی ہے تو آپ ناچار اس خیال سے کہ کہین بوقت اعمال حج عین خانۂ کعبہ مین کشت و خون نہو آٹھوین ذالحجۃ کو مکہ معظمہ سے مع اہل و عیال کوفہ کیطرف روانہ ہوگئے اور جب یہ خبر ابن زیاد کو ملی کہ حسین ابن علی علیہم السلام ادھر چلے آتے ہین تو اُسنے فوج پر فوج حضرت کی گرفتاری کے لیے بھیجنا شروع کی۔ چنانچہ ایک منزل پر امام حسین علیہ السلام کو حضرت حُر کی فوج سے مقابلہ ہوگیا اُسوقت حضرت حُر کی فوج بہت پیاسی تھی۔ حضرت حُر نے جناب امام حسین علیہ السلام سے پانی طلب کیا۔ اس امام ابن امام کریم ابن کریم نے حضرت حُر کی ساری فوج کو مع چار پایون کے سیراب کردیا بعدہٗ سبب آنیکا دریافت کیا۔ حضرت حُر نے عرض کیا کہ مجھکو ابن زیاد نے آپکی گرفتاری کے لیے بھیجا ہے اِسپر حضرت امام حسین علیہ السلام بہت

برہم ہوئے اور حضرت عباس علیہ السلام کو جلال آگیا مگر حضرت
امام حسین علیہ السّلام نے روکا اور تھوڑی ردّ و بدل کے بعد فریقین
شب باش اُسی مقام پر مقیم ہو گئے شب کے وقت حضرت حُر نے
جنکا قلب پاک نورِ ایمان سے بھرا ہوا تھا حضرت امام حسین
علیہ السلام سے تخلیہ مین ملاقات کی اور حضرت مسلم اور اُنکے معصوم
بچّون کی شہادت کی خبر دیکر کہا کہ سارا کوفہ ابن زیاد کے خوف
سے آپکا خون بہانے کو تیار ہے آپ ہرگز ہرگز کوفہ کا قصد نہ
کیجئے بلکہ اسوقت میرا لشکر سو رہا ہے اِسی وقت آپ کسی دوسری
طرف چلے جائیے۔ چنانچہ حضرت امام حسین علیہ السلام نے
اِس رائے کو پسند کرکے اُسی وقت کوچ کا حکم دیا مگر ہزار افسوس کہ
صبحکو آپ ایک ایسے مقام پر پہونچے جہان چلتے چلتے آپ کا
گھوڑا رک گیا اور سات گھوڑے آپنے بدلے مگر کسی نے قدم
نہ بڑھایا تب آپنے دریافت کیا کہ اِس جگہ کا کیا نام ہے۔ لوگون نے
عرض کیا اِسکو کربلا کہتے ہین۔ یہ سُنتے ہی آپ گھوڑے سے کود پڑے۔ اور
انّا للہ و انا الیہ راجعون کہکر حضرت عباس علیہ السلام سے فرمایا

ع لو بھائی ہم تمام ہمارا سفر تمام + اب آگے بڑھنے کا حکم نہین ہی
بستر لگاؤ شوق سے اِس ارضِ پاک پر
چھڑکا ہوا ہے آبِ بقا یان کی خاک پر

یہ سُنکر حضرت عباس علیہ السلام نے لبِ دریا اپنے خیمے نصب کرائے لیکن ابن زیاد کی فوج فوراً پہونچ گئی اور اُسکی مزاحمت کی وجہ سے آپکا خیمہ وہان سے اُکھڑ کر جلتی ریت پر نصب ہوا بعدہٗ روم و شام کی فوجون کی آمد شروع ہوئی اور حضرت امام حسین علیہ السلام فوجِ اشقیا کے بالکل محاصرے مین آگئے۔

ابن زیاد کی فوج کا سالار لشکر عمر ابن سعد تھا اور اُسکے ساتھی شمر و نوفل و خولی وغیرہ ملاعین تھے۔ اِن لعینون نے ساتوین محرم سے امام علیہ السلام پر پانی بند کر دیا اور آپکے معصوم بچے بے آب و دانہ تڑپنے لگے اور ہر طرف سے راہِ امن و امان بند ہوگئی کیونکہ فوجِ مخالف کی تعداد لاکھ سے زیادہ لکھی ہے لیکن کوئی شک نہین کہ تیس ہزار سے اُنکی تعداد کم نہ تھی۔

عمر ابن سعد نے نوین محرّم کو جنگ کرنا چاہا مگر آقائے دوجہان

علیہ السلام نے ایک شب کی مہلت لی۔ جب یہ مہلت منظور
ہوئی تو شام کو آقاے دوجہان نے اپنے سب ساتھیون کو
جمع کرکے فرمایا کہ یہ دشمنان صرف ہمارے سر کے طلبگار ہین اور
اب میری جان بری محال ہے اسلیے کچھ ضرور نہین کہ تملوگ
اپنی جانین تلف کرو۔ مین سبھون کو اجازت دیتا ہون کہ جسکا
جی چاہے چلا جائے بلکہ مین اپنی بیعت تم سبھون سے اُٹھائے
لیتا ہون۔ یہ سنکر بہت سے لوگ چلے گئے صرف بہتّر بزرگوار
باقی رہ گئے۔ ان بزرگوارون نے جنکے سردار جناب حضرت
عباس غازی علمبردار علیہ السلام تھے فرمایا کہ کیونکر ہوسکتا ہے کہ
ہم لوگ فرزند رسول کو دشمنون کے محاصرے مین چھوڑ جائین
خدا ایسا دن نہ دکھائے کہ ہمارے جیتے جی آقا پر کسی کا ہاتھ اُٹھے
ایک بزرگ نے فرمایا کہ اگر مین قتل کیا جاؤن اور پھر جلا دیا
جاؤن اور پھر زندہ ہون اور قتل کیا جاؤن اور ایسا میرے ساتھ
ستّر مرتبہ کیا جائے تو بھی مین فرزند رسول کو دشمنون کے محاصرے
مین چھوڑ نہین سکتا۔

یہ کارروائی جناب حضرت امام حسین علیہ السلام کی دنیا کی تواریخ
مین اپنا نظیر نہین رکھتی۔ سوائے فرزند رسول کے آجتک کسی
شخص نے از آدم تا ایندم ایسا نہین کیا ہے کہ جسوقت خود
مع فرزندون۔ عزیزون اور ناموس مخدرات حرم کے دشمنون
کے محاصرے مین ہو اُسوقت اپنے ساتھیون کو رخصت دیدے
کہ جسکا جدھر جی چاہے چلا جائے۔ اللھم صل علی محمد و آل محمد۔
الغرض شب عاشورہ اہل حرم پر بہت سخت مصیبت کی رات
گذری اور حضرت امام حسین علیہ السلام تمام شب عبادت
مین مصروف رہے۔
اسوقت حضرت قاسم علیہ السلام کو یاد آیا کہ والد بزرگوار نے
جو تعویذ لکھکر دیا تھا اُسکو سختی کے وقت پڑھنے کو کہا تھا مجھپر
اِس سے زیادہ اور کون وقت سخت ہوسکتا ہی۔ اُسکو کھولنا
چاہیے۔ جب اُسے کھولا تو اُسمین یہ عبارت لکھی تھی کہ میرے
پیارے فرزند! عنقریب ایک دن ایسا آنے والا ہے کہ
تمھارے عم نامدار دشمنون کے محاصرے مین آجائین گے

اُسوقت تم اپنی جان کو اپنے چچا پر ضرور نثار کرنا۔ اِس وصیّت کو پڑھ کر حضرت قاسم علیہ السلام بہت خوش گئے اور اُس تعویذ کو لاکر جناب امام حسین علیہ السلام کو دیا۔ حضرت اپنے برادر معظم کی تحریر کو دیکھ کر بہت روئے اور بعدہ فرمایا کہ بھائی نے یہ وصیّت تمکو کی تھی ایک وصیّت مجھکو بھی کی ہے۔ یہ فرما کر جناب زینبؑ سے کہا کہ برادر معظم کے لباس کا صندوق لاؤ جب وہ صندوق آیا تو حضرت نے جناب امام حسین علیہ السلام کا لباس حضرت قاسم کو پہنایا اور عمامہ اُن حضرت کا جناب قاسمؑ کے زیب سر کیا اور اپنی دختر نیک اختر جناب فاطمہ کبرےٰ کا عقد حضرت قاسم علیہما السلام سے پڑھ دیا اور فرمایا کہ ابتک امانت تمہاری ہے۔ اسکے بعد آپ ورد وظائف مین مصروف ہوئے اور لڑکون نے پیاس کے مارے العطش العطش کی فریاد کی۔

جناب عباس علیہ السلام نے خیمۂ مبارک مین چار کنوئین کھودے مگر ہائے افسوس کہ کسی مین پانی نہ نکلا۔ یہ کنوئین خیمہ گاہ مین ابتک موجود ہین۔

الغرض ایسے انتشار اور بیقراری اور آہ وزاری مین شبِ عاشور
کٹ گئی اور دہم محرم کی صبح کو لڑائی شروع ہوئی۔ جناب امام حسین
علیہ السلام نے علمِ فوج جناب حضرت عباس غازی علمبردار
علیہ السلام کو دیا اور جناب علی اکبر علیہ السلام کو میمنہ پر معین کیا۔
آغاز جنگ مین عمر سعد نے سب سے پہلے تیر حضرت امام حسین
علیہ السلام کیطرف پھینکا اور بولا کہ لشکر شام آگاہ رہے کہ
وہ شقی پہلا تیر لشکر امام کیطرف پھینکتا ہے۔ یہ دیکھتے ہی جناب حُر
علیہ السلام بیتاب ہوگئے کیونکہ انکے دل مین محبت اہلبیت
علیہم السلام زیادہ بھری تھی فوراً خود مع اپنے بیٹے اور بھائی اور
غلام علیہم السلام کے امام حسین علیہ السلام کے لشکر سے آملے
اور ان بزرگوارون کو کچھ ایسا جوشِ ایمان تھا کہ حضرتِ حُر
علیہ السلام نے بہت الحاح وزاری کے ساتھ عرض کیا کہ پہلے
ہم ہی چارون غلام حضور کے کام آئین۔ امام علیہ السلام نے
فرمایا کہ بھائی تم لوگ تو میرے مہمان ہو کچھ تو آرام کرلو حضرت حُر
نے نہ مانا اور اصرار کرکے چارون بزرگوار رخصت لیکر میدانِ جنگ

مین آئے اور بہت سے کفار کو واصل جہنم کر کے خود جام شہادت
نوش فرمایا اور سُرخرو دربار حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و
آلہ وسلم مین پہونچ گئے ؎

کس جگہ لطفِ شہِ صابر و شاکر سے گیا
پہلے جنت مین حبیب ابنِ مظاہر سے گیا

حضرتِ حُر کے بعد اور انصار باری باری رخصت لے کر
میدان جنگ مین آتے گئے اور بکمال بہادری و جانبازی
دکھا کر فردوس برین مین داخل ہوئے۔

جب انصار کا خاتمہ بخیر ہوگیا تو عزیزون کی باری آئی پہلے
حضرت مسلم علیہ السلام کے بقیہ دونون صاحبزادے کام آئے
بعدہٗ حضرت زینب علیہا السلام نے اپنے فرزندان عَون و
محمد علیہما السّلام کو اجازت دلوائی اور وہ دونون شاہزادے
بھی طفلی مین جوانون سے بڑھ کر بہادری کر کے خلد برین
کو سدھارے۔ جب اِن شاہزادون کے لاشے آئے
تو خیمۂ مبارک مین کُہرام پڑگیا۔ اُسوقت جناب حضرت

قاسم علیہ السلام نے کہا کہ چچا جان اب یہ خادم امیدوار اذن جنگ ہی۔ ابا جان نے جو وصیت کی تھی وہ حضور پڑھ چکے اب والد بزرگوار علیہ السلام کی نیابتہً یہ غلام حضور پر نثار ہونے کو تیار ہے۔

جناب امام حسین علیہ السلام نے فرمایا "بیٹا یہ کیا کہتے ہو تمتو میرے اخی معظم کی نشانی ہو تمکو کیونکر آنکھون سے جدا کرون" لیکن شاہزادہٗ قاسم علیہ السلام نے حضرت کا دامن نچھوڑا تب مجبوراً حضرت نے اجازت دی اور اپنے بھتیجے اور تازہ داماد کو خود گھوڑے پر سوار کیا۔ حضرت قاسم علیہ السلام میدان مین آئے اور بہت سے کفّار کو واصل بجہنم کیا۔ جب عمر سعد نے دیکھا کہ فوج کٹی جاتی ہے تو ازرق شامی سے کہا کہ تو جا اور اس لڑکے کا سر اُتار لا۔ اُسنے کہا تو کیون مجھے ذلیل کرتا ہی کہ مین ایک بچّے سے لڑون میرے چار بیٹے ہین انکو میدان مین بھیج کہ یہ لوگ اِس بچّے کا کام تمام کرین۔ چنانچہ ازرق کے چارون بیٹے یکے بعد دیگرے جناب قاسم علیہ السلام کے

مقابلے کو گئے اور شاہزادہ کی برقِ شمشیر سے سب واصلِ جہنم
ہوئے۔ اُسوقت ازرق مارے غصّے کے مثل شیر کے جھلّاتا
ہوا آیا اور جناب قاسم علیہ السلام پر وار کیا۔ حضرت نے اُسکا
وار رد کر کے خدا کو یاد کیا اور ایک ضربت حیدری لگائی
تو ازرق ملعون دو ٹکڑے ہو کر گرا اور فی النار ہوا۔ حضرت
قاسم علیہ السلام اُسکے گھوڑے پر سوار ہو کر اپنے عم نامدار
کی خدمت مین حاضر ہوئے اور پوچھا یا مَولَائِیْ اَرَضِیْتَ
اُسوقت حضرتِ قاسم علیہ السلام مارے پیاس کے بہت
بیتاب تھے اور اپنے عم بزرگوار سے کہا العطش العطش۔ حضرت
نے فرمایا بیٹا پانی کہان جو تم کو پلاؤن لیکن عنقریب تم اپنے
جدامجد کے ہاتھ سے ساغر کوثر سے سیراب ہو گے۔ حضرت
یہ فرما رہے تھے کہ پھر لشکر مخالف سے ہل من مبارزٍ کا نعرہ
بلند ہوا حضرت قاسم علیہ السلام اُسی طرح پھر میدانِ جنگ
مین آئے۔ اب تو ملاعین نے چارون طرف سے تیرونکی بارش
شروع کر دی اور ضرب شمشیر سے حضرت قاسم علیہ السلام کو

ایسا مجروح کیا کہ آپ گھوڑے سے گر پڑے اور آواز دی یا
عماہ ادرکنی جسوقت حضرت امام حسین علیہ السلام کی کان
مین یہ آواز دردناک پہونچی فوراً آپ لاشۂ حضرت قاسم کے
پاس پہونچے لکھا ہے کہ اُسوقت حضرت قاسم علیہ السلام زمین پر
ایڑہی رگڑ رہے تھے۔ آخر حضرت امام حسین علیہ السلام کی گود
مین انتقال فرمایا۔ حضرت امام حسین علیہ السلام حضرت قاسم
علیہ السلام کی لاش کو خیمہ مین لاکر خیمہ کے باہر چلے آئے
اور بیبیون نے اُس ایک شب کی دولھن کو لاش مبارک
کے نزدیک بٹھا دیا اور سفید چادر سر پر ڈالدی۔ اُسوقت
کا سین بیان سے زیادہ قابل خیال ہے۔ خیمۂ مبارک مین
ایک کہرام بپا تھا۔ اِس واقعہ کا اثر مسلمان سیدانی بیبیون پر
بہت ہوتا ہے اور جسوقت وہ لوگ خیال کرتی ہین کہ اُنکی
حضرت بی بی کی پوتی رات کو دولھن بنی اور صبح کو رانڈ ہوئی
تو اُنکی ہمدردی اور بیقراری انتہا سے زیادہ ہوتی ہے۔
اِس واقعہ کی یادگار کے لیے ہندوستان مین مہندی نکلتی ہے

جسکے ساتھ عورتین کشادہ مو باحال پریشان رہتی ہین اور
اِس ذریعہ سے اپنی بی بی حضرت فاطمہ زہرا علیہا السلام کو
پرُسہ دیتی ہین۔ اِس واقعہ کی نسبت ہمارے مذہب کے
علما مین اختلاف ہی بعض کہتے ہین کہ واقعی عقد ہوا اور
بعض کہتے ہین کہ نہین ہوا۔ لیکن ہمارے ملک کے فقیہ کامل
جناب علیین مکان سید میرن صاحب قبلہ اعلی اللہ مقامہ
اپنی کتاب مجالس مفجعہ مین اِس تذکرے بہت پسند
کرتے ہین بلکہ محبوب سمجھتے ہین اور مجکو بھی منجملہ اور وجوہات کے
دو دلیلون سے اسمین مطلق شک نہین ہے۔

ایک یہ کہ جناب حضرت صاحب الامر علیہ السلام نے
زیارت ناحیہ مین اپنے جد بزرگوار حضرت امام حسین علیہ السلام
کو مخاطب کرکے فرمایا ہے وَكُنْتَ اِلٰى وَصِيَّةِ اَخِيكَ
مُسَارِعًا یعنی سلام ہو آپ پر اے جد بزرگوار کہ آپ اپنے
بھائی کی وصیت بجالانے مین جلدی کرنے والے تھے۔
مین کہتا ہون کہ اگر یہ وصیت مقصود نہ تھی تو دوسری کونسی

وصیّت حضرت امام حسن علیہ السلام کی تھی جسکے بجا لانیمین جناب حضرت امام حسین علیہ السلام نے معرکۂ کربلا مین جلدی کی تھی۔ دوسری دلیل یہ ہے کہ کربلائے معلّٰے مین حجلۂ قاسمؑ ابتک بنا ہوا موجود ہے۔ پس اگر یہ قصّہ بالکل بے بنیاد ہوتا تو یہ حجلہ خیمہ گاہ مین کیون بنا اور ابتک کیون قائم ہے؟

بعد شہادت حضرت قاسم علیہ السلام کے جناب حضرت عباس علیہ السلام کی آنکھون مین دنیا اندھیر ہوگئی۔

حضرت عباس غازی علمبردار علیہ السلام بہت بڑے بہادر اور شجاع تھے اور فن حرب وضرب مین جناب حیدر کرار علیہ السلام سے تعلیم پائی تھی اسپر بھی اپنے بھائی جناب امام حسین علیہ السلام کے بڑے فرمانبردار اور جان نثار تھے اور ہمیشہ اپنے کو مثل غلام کے سمجھتے تھے اور گھر بھر کے اشخاص زن ومرد کو اپنا آقا جانتے تھے اسلیے اس وقت صعب مین کہ اہل بیت علیہم السلام اعدا کے محاصرے مین گھرے ہوے تھے ہر چھوٹا بڑا ہر امر مین حضرت عباس علیہ السلام کیطرف

رجوع کرتا تھا اور ہر وقت فطرتاً آپکا سہارا ڈھونڈ ہتا تھا۔ لیکن
بعد شہادت حضرت قاسم علیہ السلام کے حضرت عباس علیہ السلام
بیچین ہو گئے اور جناب امام حسین علیہ السلام سے رخصت
چاہی۔ حضرت امام حسین علیہ السلام حضرت عباس علیہ السلام
کو مثل اپنے پارۂ جگر کے جانتے تھے اسلیے رخصت ندیتے
تھے۔ جب حضرت عباس علیہ السلام قدم مبارک پر گر پڑے
تو جناب امام حسین علیہ السلام مجبور ہو گئے اور میدان کی
اجازت دی۔ اُسوقت جناب سکینہ علیہا السلام دختر چار سالہ
جناب امام حسین علیہ السلام کی فرطِ عطش سے بیتاب تھین
حضرت سکینہ علیہ السلام نے کہا کہ عمو جان جب آپ دریا
کیطرف جاتے ہین تو میری مشک لیے لیجیے اور تھوڑا پانی لائیے۔
حضرت عباس علیہ السلام نے جو حضرت سکینہ علیہ السلام کو
اپنے فرزندون سے بھی زیادہ جانتے تھے فرمایا کہ ابھی مشک
لاؤ مین پانی لانے جاتا ہون اگر حیات مستعار باقی ہے تو
انشاء اللہ تعالےٰ پانی لاؤنگا۔ یہ فرماکر آپنے مشک کو علم مین

باندہا اور خیمۂ مبارک سے روانہ ہوئے۔ اب قابل غور ہے کہ کیا
حال ہوا ہوگا بیبیون کا اور بچّون کا جسوقت حضرت عبّاس
علیہ السلام جن سے ہر شخص کو بڑا سہارا تھا میدان کی طرف
چلے ہونگے۔ خیمۂ مبارک مین کُہرام پڑگیا اور ہر شخص بے آس
ہوگیا۔ یہی وقت اور یہی سمان ہم لوگون کو یاد آجاتا ہی جسوقت
علم محترم ہمارے گھرون سے نکلتا ہے۔
المختصر جناب حضرت عبّاس علیہ السلام رخصت لیکر میدانِ جنگ
مین آئے اور ایسی بہادری اور شجاعت کی داد دی کہ دشمن
امان مانگنے لگے اور شمر ذی الجوشن ملعون نے گھاٹ روکنے
کے لیے بڑے بڑے روم و شام کی فوجون کے دستے جو
گھاٹ پر جمع کیے تھے سب کو ہٹاکر آپنے دریاے فرات مین
گھوڑا ڈال دیا۔ چونکہ تین دن کے پیاسے تھے چُلّومین پانی
بھر کر چاہا کہ پیین مگر فوراً اپنے آقا کی پیاس یاد آگئی اور پانی کو
پھینک دیا اور خالی مشک مین پانی بھر کر واپس چلے لیکن
اب کفّار نے بڑا نرغہ کیا اور چارون طرف سے تیر برسانا

شروع کیا اور نیزہ و شمشیر کے وار پڑنے لگے۔ اُسوقت حضرت عباس علیہ السلام مثل شیر درندہ کے جھپٹتے تھے اور دشمنون کو واصل بجہنم کرکے ہٹاتے تھے لیکن افسوس ہزار افسوس کہ حکیم ابن طفیل مردود کی تلوار آپکے شانے پر پڑ گئی اور داہنا شانہ آپکا زمین پر گر پڑا تب آپنے مشک بائین کاندھے پر لی۔ لیکن افسوس کہ وہ بھی ہاتھ آپکا کٹ کر گرا تب تسمہٴ مشک کو آپنے دانت سے دبایا لیکن ہزار افسوس کہ ایک تیر اُس مشک پر لگا اور سارا پانی بہ گیا تب حضرت عباس علیہ السلام بے آس ہو گئے اور زخمون سے چور ہو کر گھوڑے سے گرے اور جناب امام حسین علیہ السّلام کو آواز دی یا اخاہ ادرکنی جناب امام حسین علیہ السلام اور حضرت علی اکبر علیہ السلام اِس صدا کے سُنتے ہی دوڑے اور حضرت عباس علیہ السلام کے سر مبارک کو اپنے زانو پر لے لیا۔ اُسوقت حضرت عباس علیہ السلام مُسکراتے تھے۔ حضرت امام حسین علیہ السلام نے پوچھا کہ بھائی کیون مُسکراتے ہو؟ حضرت عباس علیہ السلام نے

عرض کیا کہ ہزار جانِ گرامی آپ پر فدا ہو کہ مین نے آپکی بدولت
یہ درجہ پایا کہ میرے اِستقبال کو جناب رسول خدا صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم اور پدر بزرگوار اور اخی نامدار اور حضور کی
والدۂ ماجدہ جناب حضرت فاطمہ زہرا علیہم السلام آئے
ہوئے ہین۔ بعدہٗ حضرت امام حسین علیہ السلام نے چاہا
کہ حضرت عباس علیہ السلام کی لاش کو خیمۂ مبارک مین
لیجائین۔ جناب عباس علیہ السلام نے بہت منّت کر کے
کہا کہ مجھے خیمہ مین نہ لیجائیے مین معصومہ سکینہ سے پانی لانے کا
وعدہ کر آیا ہون اب بِلا پانی لیجانے کے اُس معصومہ کو
کیونکر مُنھ دکھاؤن۔ یہ کہہ کر جناب حضرت عباس علیہ السلام
راہی جنت ہوئے اور جناب حضرت علی اکبر علیہ السلام نے
مشک و علم اُٹھا لیا اور روتے پیٹتے خیمۂ مبارک مین پہونچے
حضرت سکینہ علیہا السلام اُسوقت تک پانی کی آس لگائے
درِ خیمہ پر بیٹھی تھین۔ جسوقت خالی علم پہونچا اور حضرت عباس
علیہ السلام نہ آئے اُسوقت خیمۂ مبارک مین عجب کُہرام پڑ گیا

جو بیان سے باہر ہے یہی سمان ہم لوگون کی آنکھون مین پھر جاتا ہے جسوقت علم لیکر امام باڑہ سے کربلا تک جاتے ہین چونکہ حضرت عباس علیہ السلام کی نعش آخر خیمہ مین نہ آئی اسلیے آپکا روضۂ اقدس دریا کے کنارے بنا تھا اب دریا وہانسے بہت دور ہٹ گیا ہے لیکن آپکا روضۂ مبارک نہایت عروج اور سر بلندی کے ساتھ کربلا مین موجود ہی۔

بعد شہادت جناب حضرت عبّاس علیہ السلام کے حضرت علی اکبر علیہ السلام کی باری آئی۔ آپ ہمشکل جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تھے اِسلیے گھر بھر کو بہت پیارے تھے اور جناب زینب علیہا السلام نے آپکو پالا تھا اِسلیے آپکی رُخصت کے وقت خیمۂ مبارک مین عجب تلاطم تھا۔ جب شاہزادہ خیمہ سے باہر جلنے کا قصد فرماتا تھا تو بیبیان سب لپٹ جاتی تھین مگر واہ رے صبر و استقلال جناب حضرت امام حسین علیہ السلام کا کہ آپنے بیبیون کو فہمائش کر کے حضرت علی اکبر علیہ السلام کو خود گھوڑے پر سوار کر کے

میدان مین بھیجدیا۔ جناب حضرت علی اکبر علیہ السلام نے
بڑی بہادری سے جنگ کی آخر ابن نمیر ملعون کے نیزے
سے زخمی ہو کر آپ زمین پر گرے اور اپنے پدر بزرگوار کو آواز
دی یا اَبَتَاہُ اَدْرِکْنِیْ اُسوقت حضرت امام حسین علیہ السلام
اپنے فرزند نوجوان ہمشکل پیغمبر کے لاش پر پہونچے اور خود اپنے
ہاتھ سے نیزہ اپنے لخت جگر کے سینے سے نکالا اور جناب حضرت
علی اکبر علیہ السلام راہی فردوس برین ہوئے اُسوقت حضرت
امام حسین علیہ السلام نے انا للہ وانا الیہ راجعون فرمایا اور
خیمۂ مبارک مین واپس آئے۔

تھوڑی دیر کے بعد حضرت زینب علیہا السلام نے حضرت
امام حسین علیہ السلام سے کہا کہ علی اصغر معصوم (جو بچۂ شیرخوارہ
ششماہہ تھا) مارے پیاس کے دم توڑ رہا ہے اِسکی حالت
دشمنون کو دکھلائیے شاید کسی کو رحم آئے۔ حضرت امام حسین
علیہ السلام اُس بچّے کو لیکر میدان مین آئے اور دشمنون سے
کہا کہ اگر تمہارے نزدیک قصوروار ہین تو ہم لوگ ہین اس

معصوم بچّے کو تو پانی پلا دو لیکن ہزار افسوس کہ کسی نے اُس
معصوم بچّے پر ترس نہ کھایا بلکہ حُرملہ ملعون نے ایک تیر ایسا
مارا کہ بچے کے گلے کو چھیدتا ہوا حضرت کے بازو مین لگا اور
معصوم بچّہ تڑپ کر شہید ہوا اور حضرت امام حسین علیہ السلام
راضی برضا رہے۔

اب جناب امام حسین علیہ السلام یکہ و تنہا رہگئے لیکن چونکہ
ہم لوگ اُمّتان عاصی کا بخشوانا حضرت کو مدّ نظر تھا اِسلیے خود
بہ نفس نفیس شہادت کے لیے تیار ہو گئے اور اسرار امامت
حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کو ودیعت کر کے اور
اہل حرم سے رخصت ہو کر خیمہ کے باہر تشریف لائے۔ اور
آسمان کیطرف سر بلند کر کے بزبان حال یہ فرمایا ؎

یارب یہ ہے سادات کا گھر تیرے حوالے
رانڈین ہین کئی خستہ جگر تیرے حوالے
بیکس کا ہے بیمار پسر تیرے حوالے
سب ہین ترے دریا کے گہر تیرے حوالے

عالم ہے کہ غربت مین گرفتار بلا ہون
مین تیری حمایت مین انھین چھوڑ چلا ہون

اُسوقت حضرت امام حسین علیہ السلام پر ایسی بیکسی کا عالم تھا کہ جب آپ گھوڑے پر سوار ہونے لگے تو کوئی ایسا نہ تھا جو گھوڑے کی رکاب تھامے آخر جناب حضرت زینب علیہا السلام نے خیمہ سے باہر آکر رکاب تھامی اور آپ سوار ہوئے اور میدان جنگ مین تشریف لے گئے اور اِس بات کے ثابت کرنے کے لیے کہ فرزند رسول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی حالت مین مجبور نہین ہے حضرت کو حق تعالیٰ کیطرف سے حکم جہاد آیا پھر تو حضرت نے ایسی بہادری کی کہ دنیا کی تواریخ مین اسکا جواب نہین۔ چنانچہ ایک چین کے مورّخ کا قول ہو کہ جیسی بہادری حسین ابن علی نے میدانِ کربلا مین کی ویسی بہادری کسی نے کہین نہین کی ہو۔

جب آپ بالکل بیکس وتنہا رہگئے اُسوقت آپ کے پاس ایک قاصد پہونچا اور آپ کے دریافت کرنے پر اُسنے کہا

کہ ہین آپکی دختر علیلہ حضرت فاطمہ صغرےٰ کا قاصد ہون اور اُن کا خط لایا ہون - یہ کہکر اُسنے وہ خط جسمین ایک رقعہ حضرت علی اکبر علیہ السلام کے نام کا بھی تھا آپکو دیا حضرتؑ اُس خط کو پڑہ کر بہت بیقرار ہو گئے اور وہ قاصد بھی تڑپنے لگا آخر آپنے وہ خط اہلِ حرم کو سُنایا اور حضرت علی اکبر علیہ السلام کے نام کا رقعہ اُنکی لاشِ مبارک پر رکھ دیا اِس حال کو دیکھ کر قاصد بھی بے اختیار ہو کر رونے اور تڑپنے لگا اِسی واقعہ کی یاد تازہ کرنے کو لوگ پیک بنتے ہین اور ایک امام باڑہ سے دوسرے امام باڑہ تک دوڑ کر جاتے ہین اور جسطرح قاصد جناب صغرےٰ تڑپتا تھا اُسیطرح یہ لوگ جھومتے ہین المختصر جب وقتِ عصر آیا تو حضرت نے جنگ موقوف کی اور شہادت کے لیے تیار ہو گئے -

لکھا ہے کہ اُسوقت حضرت امام حسن علیہ السلام کا ایک چھوٹا صاحبزادہ محض کمسن تھا اپنے عمّ نامدار کی یہ حالت دیکھ کر بیتابانہ خیمہ سے نکل آیا اور آپکے گلے سے لپٹ گیا اور جو

وار تیغ و نیزہ کا حضرت پر پڑتا تھا اُسکو اپنے جسم پر روک لیتا تھا
یہان تک کہ اُنھین زخمون کی وجہ سے راہیِ جنّت ہوا پھر تو
ملاعین نے چارون طرف سے نرغہ کیا اور ایک بیکس پر
سیکڑون جفا کار ٹوٹ پڑے اور آپ نماز عصر کے سجدے
مین تھے کہ شمر ملعون نے آپکا سرِ مبارک کاٹ لیا اور آپ
درجۂ وصال پر فائز ہو کر رحمتِ ایزدی مین مِل گئے۔ آپکا
گھوڑا خالی زین در خیمہ پر پہونچا اُسوقت سب مخدّرات حرم
خیمہ سے نکل پڑین اور عجب کہرام پڑ گیا اُسوقت بیبیون اور
بچّون کی بیتابی کا بیان حدِّ امکان سے باہر ہے۔
اِس حالت کی یاد تازہ کرنے کے لیے شہرون مین ذوالجناح
نکالے جاتے ہین اور مومنین اُسکو دیکھ کر اُسوقت کو یاد کرتے
ہین اور آقاے دوجہان کے ساتھ ہر رگ و ریشہ سے ہمدردی
کرتے ہین۔
بعد اِس واقعۂ عظیمہ کے کفار لشکر عمر سعد خیمۂ مبارک مین گھس پڑے
جناب حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کو طوق و زنجیر

مین جکڑ کر اسیر کیا سب مال اسباب لوٹ لیا اور خیمۂ مبارک
مین آگ لگا دی اور شب باش اُسی میدان کربلا مین قیام کر کے
دوسرے دن مخدّرات حرم اور جناب امام زین العابدین علیہ الصلوٰۃ
والسّلام کو اسیر کر کے مقتل شہدا علیہم السلام کیطرف سے کوفہ
کو لے گئے ۔ یہ بات قابل غور ہے کہ جسوقت بیبیون نے
اپنے اپنے عزیزون کے لاشے میدانِ کربلا مین جلتی ریت پر
پڑے ہوئے دیکھے ہونگے اُس وقت اُن حضرات کا کیا
عالم ہوا ہوگا ۔

اپنے آقا اور جدّ مظلوم جناب حضرت امام زین العابدین علیہ السّلام
کی اسیری کی یاد مین ہمارے اطفال ہیکڑا اور بیڑھی اور زنارڑہ
وغیرہ پہنتے ہین اور اِس ذریعہ سے اپنے آقا کے ہمدرد بنتے ہین
المختصر بعد روانگی اہلبیت علیہم السلام کے کربلا مین قوم بنی اسد
نے تین دن کے بعد لاشہ ہاے شہدا علیہم السلام کو دفن کیا
جہان حضرت سید الشہدا علیہ السلام کا روضۂ پاک بنا ہوا ہے
اور خیمہ گاہ کی بھی جگہ بنی ہوئی ہے ۔

بتاریخ ۱۲ ار محرم اہلبیت طاہرین علیہم السلام کا داخلہ کوفے مین
(جہان پچیس ۲۵ برس قبل اِس واقعے کے جناب حضرت علی مرتضٰے
علیہ السلام حکومت اور بادشاہی کرتے تھی) بصورت اسیرون
اور قیدیون کے ہوا اور سب کے سب مثل بندیان تُرک و دیلم
ابن زیاد لعین کے سامنے لائے گئے اور اُس ملعون کے حکم
سے امام حسین علیہ السلام کا سر دار الامارۃ کے پھاٹک پر
لٹکایا گیا اور بعد دو روز کے اُس ملعون نے سب اسیرونکو
شہر دمشق مین جو ملکِ شام کا پایۂ تخت تھا روانہ کیا۔ اور
اسیران خاندان نبوی ماہ صفر مین ملکِ شام مین داخل ہوئے
اور یزید پلید علیہ اللعن والعذاب کے دربار مین حاضر کیے گئے
جہان اُس ملعون نے سب اسیرون کا جائزہ لیا اور سب کو
ایک زندان خانۂ کہنہ و تاریک مین قید کیا۔ ہزار افسوس کہ
اِس زندان خانہ مین حضرت سکینہ دختر نازپروردۂ حضرت
امام حسین علیہ السلام نے اپنے پدر بزرگوار کی یاد مین گھٹ گھٹکر
انتقال کیا اور حضرات اہلبیت طاہرین علیہم السلام پر مصیبت تازہ

پڑی اور یہ معصومہ اُسی ملکِ شام مین دفن ہوئی۔اس معصومہ غریب الوطن کا مزار شہر دمشق ملک شام مین بنا ہوا ہو۔

جب نبی زادیون کو زندان خانہ مین بیس دن گذر گئے تو یزید نے خواب مین دیکھا کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم فرماتے ہین کہ تو کہان تک شقاوت کرے گا۔اگر اب بھی میری بیٹیون کو رہا نہ کرے گا تو یقین کرلے کہ تجھپر فوراً غضب خدا نازل ہوگا۔یزید یہ خواب دیکھ کر چونک پڑا اور دوسرے دن جناب امام زین العابدین علیہ السلام کو اور دیگر اسیرون کو رہا کر کے بشیر ابن جذلم کے ساتھ مدینہ روانہ کردیا اور بشیر ابن جذلم ان بزرگوارون کو بہت آرام و عافیت کے ساتھ مدینہ کے قریب لایا۔

اِسوقت کی ایک بات جو اہلبیت علیہم السلام کے ایثار اور فیاضی کا بڑا اعلیٰ ثبوت ہے قابل غور ہے کہ یہ حضرات اہلبیت علیہم السلام کیسے لٹے ہوئے تھے اور کس عالم مین تھے مگر قربان مروّت و فیّاضی اہلبیت طاہرین علیہم السلام کہ اِسوقت بھی جناب زینب علیہا السّلام نے حضرت کلثوم ع سے فرمایا کہ بہن یہ بشیر ابن جذلم

ہم لوگون کو بہت عافیت سے لایا ہے اِسکو کچھ دینا چاہیے اِسوقت
ہمارے پاس اور کیا ہے لڑکون کے زیورات جو یزید نے واپس
دیے ہین وہی اِسکو دیدو۔ چنانچہ حضرت کلثوم علیہا السلام نے
وہ زیورات بشیر کے پاس بھجوا دیے۔ اَللّٰھم صل علی محمدؐ و آل محمدؐ۔
بعض روایتون سے ثابت ہوتا ہے کہ بشیر نے وہ زیورات نہ لیے
اور یہ کہا کہ مین نے آپکی خدمت خوفِ خدا سے کی ہے کسی طمع سے
نہین کی ہے۔
المختصر جب یہ لُٹا ہوا قافلہ مدینہ پہونچا تو جناب حضرت امام زین العابدین
علیہ السلام نے اپنا خیمہ بیرونِ شہر نصب کرایا اور بشیر کو کہا کہ
شہر مین ندا کر دے کہ حضرت امام حسین علیہ السلام قتل ہوئے اور
اُن کا لُٹا ہوا قافلہ شہر کے باہر ہے جسوقت یہ خبر مدینہ مین مشتہر
ہوئی سارے شہر مین قیامت برپا ہو گئی۔ ہر شخص پا برہنہ اور
ننگے سر شہر سے باہر نکل آیا اور تب سبھون کے ساتھ یہ لُٹا
ہوا قافلہ شہر مین داخل ہوا اور پہلے جناب سید الساجدین علیہ السلام
مسجد نبوی مین تشریف لے گئے اور حضرت زینب علیہا السلام نے

لباس پُرخون حضرت امام حسین علیہ السلام کا جناب رسولِ خدا
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مزار اقدس پر رکھدیا جس سے
بڑا کہرام پڑگیا اور قبر اطہر جنبش میں آگئی ۔ بعدہٗ جناب حضرت
امام زین العابدین علیہ السلام اپنے دولتسرا مین تشریف لائے
اور بالکل گوشہ نشین ہوگئے اور عمر بھر اپنے پدر بزرگوار کے
غم مین رویا کیے اور کسی تقریب عیش وسرور مین شریک
نہ ہوئے ۔ اِس سمان کے دکھلانے کے لیے بتاریخ آٹھوین
ربیع الاول لکھنؤ مین چُپ تعزیہ نکلتا ہے جسکے ساتھ ہزارہا
مومنین ہوتے ہین اور انتہا درجہ کی گریہ وزاری ہوتی ہو اور
حق یہ ہے کہ بذریعۂ منقولات کے یہ عزاداری دنیا مین بینظیر
ہو اس جلوس مین ہر مومن کو شریک ہونا نہایت ضروری ہے
خلاصہ یہ کہ خاندان رسالت بالکل ویران وبرباد ہوگیا اور
ایسا اُجڑا کہ پھر نہ آباد ہوا ۔ اور خلیفہ شیخ عمر نے معاویہ کو ملکِ
شام کا جو حاکم مقرر کیا اُسکا نتیجہ آخر مین یہی ہوا کہ خاندان رسالت
بالکل تباہ وبرباد ہوگیا اور اپنی دانست مین دشمنون نے رسالت

اور امامت کا خاتمہ کردیا سیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون

اب یہ بات قابل غور ہے کہ جس بزرگ نے ہمارے لیے اسقدر صعوبتین اور تکلیفین اُٹھاکر شہادت گوارا کی اُسکے ساتھ ہم کو کسقدر ہمدردی کرنی چاہیے۔ اسکو یقین کرنا چاہیے کہ امام حسین علیہ السلام نے جو ایسی مصیبت برداشت کرکے اپنی شہادت قبول فرمائی ہے وہ صرف اسواسطے کہ بروز محشر اُنکو موقع اور درجہ ملے کہ ہم عاصیونکی شفاعت کرین۔

پس جو شخص ہمارے لیے گھر بار لُٹادے اُسکے ساتھ ہمدردی کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ ہر سال ماہ محرم مین اربعین تک ہم لوگ اُسکے فضائل و مصائب کا ذکر کرکے ماتم داری اور عزاداری کرین اور جہان تک ممکن ہو خیر و خیرات مین خرچ کرین اور حق یہ ہے کہ یہ بھی اپنے ہی نفع کے لیے ہے

کیونکہ امام محمد باقر علیہ السلام سے ایک حدیث منقول ہے کہ من بکی او ابکی او تباکی وجبت له الجنة یعنی جو شخص روئے یا رولائے یا رونے والون کی صورت بنائے اُسپر بہشت

واجب ہی۔ اور جناب امام جعفر صادق علیہ السلام نے تو یہانتک فرمایا ہے کہ مَنْ لَمْ یَحْزَنْ علی مصابنا فلیس منّا یعنی جو شخص ہماری مصیبتون مین محزون نہ ہو وہ ہمسے نہین ہے"۔ واقعی حضرت نے کس درد بھرے دل سے یہ جملہ فرمایا ہے۔ حق یہ ہے کہ جو شخص اِن بزرگوارون سے ہمدردی نہ کرے وہ کس مُنہ سے آپ کے پاس جا سکتا ہے اور کیونکر شفاعت کی امید آپ سے کر سکتا ہے۔

بنی اُمیّہ اور بنی عبّاس کا سادات کے ساتھ سلوک

افسوس صد ہزار افسوس کہ بعد معرکۂ کربلا کے بھی زمانہ عترت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پھرا ہی رہا۔ یزید اور معاویہ بنی اُمیّہ کے خاندان مین تھے۔ جب بنی اُمیّہ کا خاندان مٹ گیا تو بنی عباس کا زمانہ آیا اور یہ لوگ بغداد مین خلافت کرنے لگے مگر ہزار افسوس کہ سادات بنی فاطمہ پر ظلم و جور کرنے مین یہ لوگ بھی بنی اُمیّہ سے کم نہ ٹھیرے۔ تین مرتبہ سادات بنی فاطمہ کا

قتلِ عام ہوا۔ ہزارون سادات بغداد کے قلعہ کی دیوار ومین زندہ چُنوا دیے گئے اور نہایت بیرحمی سے قتل کیے گئے یہانتک کہ اِن لوگون کے خیال مین ایک بھی شیعہ سید باقی نہ رہا۔

جناب امام زین العابدین علیہ السلام اور جناب امام جعفر صادق علیہ السلام اور جناب امام موسیٰ کاظم علیہ السلام اور جناب امام علی رضا علیہ السلام اور جناب امام محمد تقی علیہ السلام اور جناب امام علی نقی علیہ السلام اور جناب امام حسن عسکری علیہ السلام کو خلفاے بنی عبّاس نے زہر دغا سے شہید کیا۔ لیکن چونکہ حق تعالےٰ کو دنیا مین نورِ رسالت قائم رکھنا تھا اسلیے حضرت امام مہدی علیہ السلام کو نظرون سے غائب کر دیا اور کسی متبرک مقام مین پوشیدہ کر دیا جہان آپ زندہ ہین اور تا قیامِ قیامت زندہ رہین گے۔

جسقدر حالات بیان ہوئے اُس سے ظاہر ہے کہ بعد انتقال جناب سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لوگ حضرت کی عترت اور اہلبیت پاک علیہم السلام سے بالکل منحرف ہو گئے

اور اُس وقت سے معرکۂ کربلا تک آپکے خاندان کے تباہ و
برباد کرنے مین کوئی دقیقہ اُٹھا نہین رکھا یہان تک کہ یزید
ملعون نے تو کربلاے معلی مین سارے خاندان کو تہ تیغ ہی
کردیا تھا لیکن حق تعالے جل شانہٗ کی قدرت کاملہ کے
مقابلے مین کسی بشر کی طاقت نہین کہ کچھ کر سکے چنانچہ
اُسی معرکۂ کربلا مین باوجود ایسے قتل عام کے حق تعالے نے
ایک حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کو بچا لیا اب
اُسکا خدا کے فضل سے یہ نتیجہ ہے کہ حضرت کے ایک دم سے
اِسوقت سارے ایشیا اور افریقہ مین اور کچھ یوروپ مین بھی
آپکی اولاد یعنی سادات کرام پھیلے ہوئے شاد و آباد ہین
حق تعالے سبھون کو قائم و دائم رکھے - چونکہ جناب حضرت امام
زین العابدین علیہ السلام کے ایک دم سے ساری دنیا مین
سادات آباد ہین اِسلیے بشر کے لیے جیسے حضرت آدم تھے
ویسے ہی سادات کے لیے حضرت امام زین العابدینؑ ہین
اِسلیے آپکو آدم آلِ عبا کہتے ہین - خدا کا شکر ہو کہ ہملوگ بھی

آپکی ذرّیت مین داخل ہین اور آپکے فرزند گرامی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سادات علی نگر پالی کے نسب کا سلسلہ شروع ہوا ہی حق تعالےٰ جل شانہ اِس امام ابن امام علیہم السلام کے سلسلۂ انساب کو تا قیامِ قیامت قائم رکھے۔ الٰہی امین۔

اوامر و نواہی

بعد جاننے عقائد فرقۂ شیعہ کے ہم لوگونکو اس بات کا بھی جاننا واجب ہی کہ ہماری شریعت نے کِن کِن باتون کا حکم دیا ہی اور کِن کِن باتون سے منع کیا ہے۔ احکام ضروری جو عقائد کے متعلق ہین مختصراً اوپر بیان ہو چکے اب ممنوعات کا بیان ہوتا ہے کہ شرعاً بہت سے افعال حرام ہین اور بہت سے مکروہ ہین۔ جو افعال حرام ہین اُنکے کرنے سے مسلمان گناہِ کبیرہ کا مرتکب ہوتا ہی اور جو مکروہ ہین اُنسے گناہِ صغیرہ کا گناہان کبیرہ کی مختصراً تفصیل ذیل مین ہی ہر شخص کو چاہیے کہ اُن سے بچا رہے اور بھولے سے بھی ایسے گناہ نہ کرے ورنہ دنیا مین ذلیل ہوگا اور عقبیٰ مین جہنم کی آگ مین جلے گا۔

تفصیل گناہان کبیرہ

نمبر	نام گناہ	تفصیل	کیفیت
۱	شرک	یعنی کسی چیز یا کسی شخص کو حقتعالے جل شانہ کا شریک گرداننا یا حق تعالے کو محتاج سمجھنا یا سوائے خدا کے کسی دوسرے کی پرستش کرنا۔	
۲	بغض و عداوت رسول و آل و عترت رسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم۔	ہر شخص پر ولائے رسول و آل رسول واجب ہی۔ جو شخص ان حضرات سے بغض و عداوت رکھے وہ یقیناً جہنمی ہے۔	ان چارون گناہونکا کرنیوالا دائرہ اسلام ہی سے خارج ہو جائیگا یعنی وہ مسلمان ہی باقی نہ رہے گا
۳	انکار قرآن و قیامت	یعنی جو شخص قرآن مجید کو کلام خدا نہ سمجھے یا جو شخص یہ سمجھے کہ بعد مرنے کے آدمی زندہ نہوگا اور اُسکے اعمال و افعال کا حساب نہوگا	

نمبر	نام گناہ	تفصیل	کیفیت
۴	شعائر اللہ کا انہدام	یعنی خانۂ کعبہ و مساجد اور روضات پاک حضرات معصومین علیہم السلام کا توہیناً ڈھانا یا خراب کرنا۔	
۵	قتل مومن	یعنی کسی مومن کو بیگناہ قصداً قتل کرنا۔	یہ گناہ ہر ملت و مذہب مین ناجائز اور قابل سزا ہی
۶	تصرفِ مال یتیم	یعنی یتیم کا مال براہ بے ایمانی تصرف کرنا۔	〃
۷	جرائم خلاف فطرت	یعنی زنا۔ لواطہ۔ سحق وغیرہ	〃
۸	سرقہ	یعنی چوری ڈکیتی رہزنی وغیرہ	〃
۹	شراب خواری اور قمار بازی	یعنی شراب یا کوئی دوسری چیز جس سے نشہ ہو پینا یا کھانا اور کسی طرح کا جوا کھیلنا۔	یہ گناہ مذہب اسلام مین کبیرہ ہی اور دیگر مذہب والے بھی اسکو اچھا نہین سمجھتے

کیفیت	تفصیل	نام گناہ	نمبر
	یعنی جس بات یا کام کے لیے خدا و رسول نے حکم دیا ہے اُسکو نکرنا جیسے نماز نہ پڑہنا روزہ نہ رکھنا وغیرہ وغیرہ	اعمال و احکام واجب کا ترک کرنا	۱۰
یہ گناہ بھی ہر ملت و مذہب کی رو سے ناجائز ہے۔	یعنی جھوٹ بولنا یا کسی مومن کی بلا وجہ عیب جوئی کرنا۔	کذب و غیبت	۱۱
"	یعنی کسی کی کوئی چیز خلاف استحقاق لے لینا اور تصرف کرنا	غصب	۱۲
"	یعنی کسی شخص کو بلا قصور اور بلا وجہ مار پیٹ کرنا یا ضرر جسمانی پہونچانا	ایذا	۱۳
مذہب شیعہ کی رو سے سرود و غنا بالکل حرام ہے	یعنی گانا یا کسی قسم کا باجا بجانا یا اُسکی قصداً صدا اُسننا۔	سرود و غنا	۱۴

نمبر	نام گناہ	تفصیل	کیفیت
			لیکن مذہب سنت و جماعت مین بعضے جائز اور بعضے ناجائز کہتے ہین اور بعض مذاہب مین ذریعۂ عبادت سمجھا جاتا ہے
١٥	توہین شریعت و تشریع -	یعنی احکام خدا و رسول و معصومین علیہم السلام کی توہین کرنا یا اُنکی ہنسی اُڑانا یا کسی بات کو اپنی طرف سے قائم کر کے یہ کہنا کہ یہی حکم شرع ہی یا ایسا ہونا چاہیے -	یہ گناہ اگر عمداً سرزد ہو تو بعض حالت مین کفر کی حد تک پہنچ جاتا ہے -
١٦	نافرمانی والدین	والدین کی اطاعت اور اُنپر احسان کرنا واجب ہی اسلیے اُنکے حکم کی نافرمانی کرنا گناہ ہی بشرطیکہ	یہ گناہ بھی ہر ملت و مذہب مین تھوڑا بہت ناجائز ہی

نمبر	نام گناہ	تفصیل	کیفیت
		اُنکا حکم خلافِ شرع نہ ہو۔	
۱۷	سود خواری	یعنی کسی کو کچھ قرض دیکر بعدہٗ اصل مال سے زیادہ لینا۔	اِسلام مین اِس جُرم کی سخت ممانعت ہے۔
۱۸	حرام چیز کا کھانا	جو جو چیزین شرع کی رُو سے حرام ہین اُنکا کھانا یا پینا مثلاً سور۔ کتّا۔ بلّی کا گوشت کھانا یا پیشاب پینا۔	״
۱۹	رشوت	یعنی حاکم کو جھوٹا فیصلہ صادر کرنے کے لیے کچھ دینا یا حاکم کا لینا۔	یہ گناہ بھی ہر ملّت و مذہب کی رُو سے ناجائز ہے۔
۲۰	فحش بکنا	یعنی کسیکو بُری گالی دینا یا بکنا۔	اِسلام مین یہ جُرم قبیح قرار دیا گیا ہی
۲۱	ترغیب حرام	یعنی حرام کاری کے لیے کسیکو	״

نمبر	نام گناه	تفصیل	کیفیت
		بهکانا یا اُسکی مدد کرنا یا وسطه بننا۔	

علاوه اِنکے اور بهی گناہان کبیره ہین جنکی تفصیل و تصریح بڑی کتابون مین ملے گی۔

گناہانِ صغیره

گناہان صغیره بیشمار ہین خلاصه یه که جو بات خلاف مروت و خلاف تهذیب و اخلاق ہو تو وه اگر حد گناه کبیره تک نه بهی پہونچے تو گناهِ صغیره مین داخل ہے لیکن گناه صغیره پر اصرار کرنا یا اُسکو گناه نه سمجهنا خود گناهِ کبیره ہو جاتا ہے۔

حق تعالے جمیع مومنین و مومنات کو توفیق خیر عطا فرما کر گناہان کبیره و صغیره سے محفوظ رکھے که بروز محشر بے حساب داخلِ خُلد برین ہو کر ہمیشه کے لیے آرام و راحت سے ہین واللہ ذو القوة المتین

(اعلان)

اِس کتاب کے جمیع حقوق تالیف و تصنیف و کاپی وغیرہ کو مین نے فی سبیل اللہ وقف کر دیا ہے اسلیے ہر شخص کو اختیار ہے جس طرح چاہے بذریعۂ چھاپنے یا چھپوانے کے اِس سے مستفید ہو نہ مجھے کسی سے مخاصمہ نہین ہے۔ حق تعالے ہدیۂ ناچیز کو قبول فرمائے۔

احقر العباد

سید خیرات احمد عفی اللہ عنہ مصنف

وسیلۂ مغفرت وہدایۃ النسوان

تحصیل علم دین کی تاکید اور اسکا فائدہ وثواب۔ کلمۂ توحید مع ترجمہ عام فہم۔ اسمائے مقدسہ چہاردہ معصومین صلوٰۃ اللہ علیہم اجمعین۔ اصول دین وفروع دین۔ صفات ثبوتیہ و سلبیہ مع ضروری اعتقادات۔ مقدمات نماز۔ واجبات نماز۔ شکیات نماز نجاسات ومطہرات۔ واجبات وضو ونواقض وضو۔ اغسال واجبی وموجبات غسل ومبطلات غسل ومبطلات نماز۔ ذکر سجدۂ سہو وبعض مسائل ضروری متعلق نماز وروزہ جنکی اکثر اشخاص کو ضرورت رہتی ہے۔ **عورتون** کے متعلق دمائے ثلثہ کا بیان اور اُسکے ضروری مسائل۔ جنب وحائضہ ونفسہ ومستحاضہ کی احکام بطور سوال وجواب عام فہم اُردو مین لکھے گئے ہین۔ یہ رسالے ہر شخص کے لیے ساتھ رکھنے کے لائق ہین اور حضرات علمائے کرام کی توثیق سے مزین ہین۔ قیمت ۴۰/

انیس المتہجد

اس رسالہ مین نماز شب کا مفصل بیان ہے جو نماز شب پڑھنے والون کے لیے بیش بہا تحفہ ہی۔ قیمت ۴۰/

اخسار

یہ کتاب علم مناظرہ مین لاجواب ہی۔ خوبی اسکی دیکھنے سے ظاہر ہوگی۔ حجم ۲۰۴ صفحہ۔ کاغذ وچھپائی نہایت عمدہ۔ قیمت عہ

محاربۂ حق وباطل

اس رسالہ مین دکھایا گیا ہے کہ جناب امیر علیہ السلام کا جہاد کس قاعدے سے ہوتا تھا اور خلفائے ثلثہ کی لڑائیان کس طریق پر ہوتی تھین جس سے حق و باطل اسطرح جُدا ہو جاتا ہی کہ پھر کچھ شک نہین رہتا ہے۔ قیمت ۲۰/

جواہر المصائب

حالات حضرت سید الشہدا روحی لہ الفدا مین نہایت صحیح ومستند روایات درج ہین اور حضرات علماء کرام کی توثیق سے مزین ہے۔ قیمت ۴۰/

المشتہر

سید نور الحسن۔ نور المطابع وکٹوریہ اسٹریٹ لکھنؤ

